یادگار سلف

حصہ اول

مؤلفہ سید برکات احمد صاحب لکھنوی

سنہ ۱۸۹۲ء

دلگداز پریس میں چھپکر لکھنؤ سے شایع ہوا
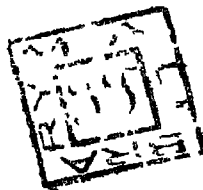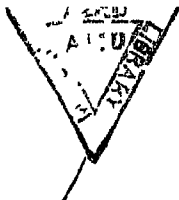
شیخ الرئیس ابو علی سینا

تمہید۔ بزرگان سلف کے حالات معلوم کرنیسے کیا فائدہ ہوتا ہے

ہمارے بعض بزرگوار جو اپنے زعم مین انجوبہ روزگار ہین فن تاریخ کو ایک حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور بزرگان سلف کے حالات کی وقعت اک قصہ سے زیادہ نہین کرتے چہ جائیکہ اوسکا اشتغال اور درس وتعلیم بزرگان سلف کی سوانح عمریان اونکے نزدیک بیکارون کا مشغلہ ہے حالانکہ جن لوگون کا دماغ صحیح ہے اور خیالات روشن ہین اور عقل سلیم ہے تو وہ جانتے ہین کہ انسان کو تاریخ پر غور کرنے سے اک ازلی حیات حاصل ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے نہین کہ اوسکی حقیقی عمر مان لیجاوے بلکہ جب یہ بات ثابت ہے کہ وہ لوگ جو کہ زمانہ قدیم مین گذرے یا جنہون نے گذشتہ سوانحات اپنے نظر سے دیکھے یا جو لوگ اوس عصر مین موجود تھے صرف اسی قدر اونکی معلومات ہوسکتی ہین کہ اونہون نے دیکھے یا سنے۔ اس لحاظ سے کہ ہم اون واقعات کو دیکھ رہے ہین اور اون حوادثات پر علم حاصل کر رہے ہین اوس مجمع مین گویا بیٹھے ہین جن بزرگوارون کا تذکرہ ہم پڑھتے ہین اس اعتبار سے ہم ایک ممبر ہین اوس جلسہ کے۔ پس فرض کرو کہ ایک دو ہزار برس کی عمر کا آدمی آج زندہ ہو تو جو واقعات اور معلومات اوس عرصہ مین گذرین گے جسکو وہ دیکھیگا یا جانے گا اوس سے زیادہ ایک مؤرخ جان سکتا ہے ماحصل عمر انسان کے صرف چند واقعات ہین جو اوس کی معلومات مین رہتے ہین عیش ونشاط اور رنج وغم کے احساس تو آنی فانی ہوتے ہین صرف اوس کا علم باقی رہتا ہے جس کو تجربہ اور واقفکاری یا معلومات کہا جاتا ہے پس وہی اک مؤرخ کے لیے حاصل ہے اور اسی کا نام ازلی زندگی ہے اور خصوصاً والیان ملک اور سلاطین عظام کے لیے ایک آلہ [illegible]

ناعاقبت اندیش افعال او خصائل ذمیمہ کے مفاسد جن سے عام ناراضی اور عام
فساد پیدا ہوجاتا ہے یا اون اعمالون کے جو کچھ نتائج وہ بھگتتے ہین اور جن قبیح افعال
کی وہ سزا پاتے ہین یا جن بدترین افعال کے سبب سے عامہ خلائق اونکو بدترین
کلمات سے یاد کرتی ہے۔ وہ تذکرے ایک عبرت کے نمونے ہین جس سے انسان
بہت کچھ طبیعت کی اصلاح حاصل کرسکتا ہے۔ یا جن بزرگوارون کے عمدہ خصائل
اور نیک طینتی سے لوگ تحسین و آفرین کرتے ہین یا اہم امورات مین جو دانشمندانہ
کارروایان ہوتی ہین یا جس استقلال اور اطمینان سے عقلمند لوگ اہم امورات
مین کام کیا کرتے ہین وہ اس عبرت نگارخانہ مین مشاہدہ کرینگے اور اپنے مصالح
اور امور مین اونکو اک معیار ملیگا جسپر وہ عملدرآمد کرسکین گے اونکے واسطے
یہ اک نصیحت ہوگی کہ بدبخت اور بداعمال لوگون کی بدبختی کی یادگارین ہمیشہ نفرین
اور ملامت کی مستحق ہوتی ہین اور نکوکارون کے کارنامے ہمیشہ تحسین اور آفرین کے
قابل ہوا کرتے ہین۔ ان کا ذکر جمیل ہمیشہ وقعت کے ساتھہ ہوا کرتا ہے علاوہ
اسکے تاریخ دانی اور بزرگان سلف کے حالات جاننا گویا گھر بیٹھے ایک تجربہ کا
آئینہ ہے جو انجام بینی سکھاتا ہے اور عقل مین صفائی اور روشن دماغی پیدا
کرتا ہے جس سے انسان ہر ایک فعل کے عواقب امور پر نظر ڈالتا ہے اور
نہایت دور اندیشی اور استقلال کے ساتھہ اپنے کامون کو انجام دیتا ہے اپنے
ہمجنسون مین اس سبب سے ممتاز ہوتا ہے کہ ہر صحبت مین اوسکے تاریخی اذکار
سے اوس جلسہ کے لوگ نہایت وقعت کی نظر سے دیکھتے ہین اور اوسکے عجیب و
غریب تذکرون سے خوش ہوتے ہین ہر ایک تذکرے کو نہایت رغبت سے سنتے ہین
اور یہی وسیلہ ہوتا ہے اوسکے اعزاز اور امتیاز اور شہرت کا۔ دینی فوائد یہ ہین کہ
کہ زمانہ کی ناپائیداری اوسپر بخوبی روشن ہوجاتی ہے اور دنیا کی بے ثباتی سے
متنفر ہوکر زہد و ورع اختیار کرتا ہے کیونکہ اوسکو یقین ہوجاتا ہے کہ آخر انجام
موت ہی کا سامنا ہوتا ہے اور کوئی عقل اور دانائی علم و ہنر دولت و ثروت
کام نہین آتی ایک دن ان سب ساز و سامان کو چھوڑنا ہے اور سب سے منہ
موڑنا ہے۔ آفتون اور مصیبتون مین انسان کو صبر آجاتا ہے جب وہ جانتا ہے کہ

دنیا مین کوئی ایسا شخص نہین گذرا جسپر آفتین اور مصیبتین نہ آئی ہون اور جو کسی نہ کسی بلا مین گرفتار نہ ہوا ہو وہ ان سب امور پر خیال کر کے صبر کرتا ہے اور وہی تدبیر بن کرتا ہے جو گذشتہ بزرگوارون نے کی ہین اور نہایت خطرناک موقعون پر صبر و استقلال سے کام لیتا ہے اور اون مصیبتون کو کاٹتا ہے۔ ایسے شخص کی زندگی ایک بے غم زندگی ہو جاتی ہے اور وہ ایک بے پروا شخص ہو جاتا ہے اور یہی سبب ہے جو کلام پاک مین قصص اور اخبار سے خداوند کریم نے اپنے بندون کو نصیحت کی تاکہ سمجھین کہ دنیا مین کوئی ولی اور نبی ایسا نہین گذرا جسپر کوئی مصیبت اور آفت نہ آئی ہو۔ پس ہم کو سکھایا گیا کہ صبر اور استقلال سے کام لین۔

اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ شان تاریخ کیا ہے اور ایک شخص کو مورخ کی حیثیت سے انتخاب مین کن باتون کا لحاظ رکھنا چاہیے ہر واقع کو صداقت اور راستی کی حد سے گرنے نہ پاوے کوئی زبان کیون نہ ہو اور چاہے کسی زبان سے ترجمہ کیا جاے لیکن اصل منشا قابل کا نہ بدل جاے اور نہ ایسے تکلفات ہونا چاہیے جو اصل معنی کو تغیر کر دین۔ مثلاً ہم کسی بہادر کی ایسی تعریف نہ کرین جو درحقیقت ویسا شجاع نہو یا اک حسین کی ایسی صفت نہ کرین جو واقعی ایسا مہ جبین نہ ہو یا اک علامہ کو حد سے نہ بڑھا دین جو در اصل اوس خوبی کا نہ تھا۔ جو کلام ہو وہ اپنی حد پر ہو وہ تاریخ جو رنگین عبارتون اور مشین لفظون سے دلچسپ کیجاتی ہے اکثر اعتبار سے خالی سمجھی جاتی ہے۔ لہذا مین اپنے بزرگوارون سے نہایت ادب سے معافی چاہتا ہون کہ یہ تراجم اگرچہ اپنے اصلی واقعات کے اعتبار سے بہت قیمتی اور وزنی ہین لیکن زبان کے اعتبار سے نہایت سادی اور صاف نظر آئے گی ہر ایک لفظ جہان پر جیسے معنی پیدا کرتا ہے ویسی لفظ اردو کی رکھی گئی ہے بیان کے لحاظ سے جیسی صورت واقعہ کی پیدا ہوئی وہی اثر پیدا کیا گیا ہے تاکہ صاف معلوم ہو کہ ہر ایک بزرگ اوس وقت کی پبلک کی نظرون مین کیسے تھے۔ تاریخی سقم اگر پائے جائین تو اس خیال سے معاف کیا جاؤن کہ الانسان مرکبٌ من الخطا والنسیان۔

الملتمس

سید برکات احمد لکھنوی

الشیخ الرئیس شرف الملک بن عبد اللہ بن حسن بن علی ابن سینا

اس علامہ حکیم سے کون ایسا شخص ہے جو واقف نہین ہے۔ ہجرت کی چوتھی صدی مین اس حکیم نے اپنے علم و حکمت کے جھنڈے ایسے گاڑ دیے ہین جسکے فضل اور مراتب کا انحصار کرنا بہت مشکل ہے۔ طائر خیال بلند پرواز اوسکے مراتب علم اور شان کمال کی بلندی کو نہین پا سکتا ہے۔ اسلام مین پہلا حکیم ہے جس نے طالبان علم کے واسطے صلاے عام دی اور اپنے فیضان سے دنیا والون کو سیراب کر دیا حکمت اور طبابت کے مختلف علمی معلومات اور نہایت باریک مسائل کو دنیا والون کے سامنے پیش کر دیا اسکے فیض عام سے آجتک یونانی حکمت کا چراغ روشن ہے۔ در اصل یونانی اطبا کے اوپر شیخ کا بہت بڑا احسان ہے لیکن بہت کم ایسے بزرگ ہین جنکو انکی زندگانی کے حالات معلوم ہین اگرچہ مشہور آدمیون کے کچھ نہ کچھ تذکرے بھی مشہور ہو جاتے ہین تاہم ایسے علما اور فرید عصر کے جہان تک جز سے حالات معلوم ہون وہ اسی قدر زیادہ مفید ہین جس سے تحصیل کمال کا شوق پیدا ہو کر اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اہل کمال کی ترقی کے اسباب کیونکر مہیا ہو جاتے ہین اور انسانی کمال جو اوس کا اصلی شرف ہے وہ کن طریقون سے حاصل ہو سکتا ہے۔

غرضکہ شیخ کے پدر بزرگوار کا اسم گرامی عبد اللہ ہے اور بلخ کی سرزمین مین یہ

بزرگوار اعیان دولت اور رؤساے شہر مین گنے جاتے تھے۔ منصور بن عبد الملک کے عہد دولت مہد مین بخارا مین آئے کیونکہ سلاطین سامانیون کا اوس زمانہ مین بخارا دار السلطنت تھا۔

یہان مناصب دیوانی انکے تفویض ہوئے۔ اپنی کارروائی کفایت شعاری اور دیانت سے وزراے سلطان کے نزدیک مقرب اور قابل اعتبار ہوئے عام خلائق اور جمہور انام کے یہ مرجع ہوگئے۔ ایک زمانہ تک انہین مشاغل مین بخارا مین اپنی زندگی گذرانی اسکے بعد بصواب دید وزراے سلطانی ترقی پاکر خرمثین مین آئے (یہ ایک قریہ ہے بخارا کا) اسکے قریب ایک اور گاؤن افشنہ ہے متصل ساماں کے۔ یہان پر ایک حسین وجمیل عورت جسکا پیارا نام ستارہ تھا اوسکے ساتھہ نکاح کیا تہوڑا زمانہ بھی انکے اس معاملہ کو نگذرا ہوگا کہ اوس سے ایک نیک نہاد فرزند پیدا ہوا۔

بقول مشہور تو اس فرزند کی ولادت باسعادت ۳ ماہ صفر المظفر ۳۷۳ھ ہجری ہے لیکن اصح یہ ہے کہ ۳۔ صفر ۳۷۰ھ ہے قریہ خرمثین مین یہ مولود مسعود پیدا ہوا۔ اسکے زایچہ نویسون نے اسکے طالع سے پہچان لیا کہ دنیا مین یہ ایک نامور اور باکمال حکیم ہونے والا ہے اور نہایت مبارکباد کے ساتھہ اسکا زایچہ لکھکر پیش کش کیا۔ اس ہونہار نونہال کا نام حسین رکھا گیا۔

آخرکار جب پانچوین برس مین اس فرید عصر نے قدم رکھا ادہر عبد اللہ کو بھی اپنے اعمال سے فراغت حاصل ہوئی اور کار مرجوعہ کو نہایت حسن وخوبی سے انجام کرکے بخارا مین معاودت کی۔ یہان آکر ان کو شیخ کی تعلیم کی فکر ہوئی۔ اور ایک عقلمند معلم کے سپرد کیا تاکہ قرآن شریف اور مسائل ضروریہ کی ابتدائی کتابین انکو پڑھاوے۔ اسکے بعد کچھہ ادب اور نحو صرف کی کتابین شروع کرائی گئین۔ یہان ذہانت وطبعیت بائی تھی جودت۔ ذہن اور ذکاوت طبع سے پانچ ہی برس مین یہ سب مرحلہ طے ہوگیا۔ اور اس قدر جلد اوس نے کمال حاصل کرلیا کہ اس سے جلد تکمیل پاجانا ممکن ہی نہین تھا۔ محمود مساح اوس زمانہ مین ایک فاضل اور علامۂ عصر تھے۔ خصوصاً ریاضی مین اپنا سہیم اور عدیل نہین رکھتے تھے اور بقالی کے ذریعہ سے اونکی معاش چلتی تھی شیخ کو اونکے پاس لیجاکر بٹھایا اور اونسے جبر ومقابلہ اور حساب سیکھا یہان تک کہ شیخ اپنی

جودت طبع سے اوستاد کے پلہ سے بہی آپ کا پلہ بہاری ہوگیا اور اوسمین ایک اعلی درجہ کی واقفیت حاصل کرلی۔

اسماعیل زاہد کہ فضلاے عصر مین آپکا درجہ علم فقہ مین بلند تھا۔ شیخ تعلیم علم فقہ کے لیے انکے تلمیذون مین داخل ہوئے اور نہایت استعداد کے ساتھہ مسائل فقہیہ کی تنقیح اور توضیح کی چندروز مین اوس مین بہی ایک اعلی درجہ کی قابلیت حاصل کرلی۔

عبداللہ ناتلی فن ایساغوجی[1] مین اوس زمانہ مین بہت مشہور تھے اور منطق[2] مین انتہا کا کمال حاصل تہا اور جس تجربہ سے علوم منطقیہ مین واقفیت تھی اوس مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے۔ شیخ کے پدر بزرگوار نے اس فرید عصر کی خدمت مین پہونچایا اور نہایت سخاوت اور جود سے اونکے ساتھہ سلوک ہوئے۔ اور اون سے درخواست کی کہ اپنے کمال علم کے خزانہ سے انکو بہی فیضیاب فرمائیے اور اس دولت لازوال کے عطا مین کچہہ مضائقہ اور تردد نفرمائیے۔ اس حکیم فرزانہ نے انکی تعلیم اور تربیت مین کوشش بلیغ فرمائی اور کتاب ایساغوجی[3] شروع کرائی۔ جس وقت انہون نے جنس کی تعریف سے کتاب شروع کی۔ الجنس ہو المقول علی کثیرین مختلفین بالحقائق فی جواب ماہو۔ یعنے جنس اوسے کہتے ہین جسکا اطلاق ہو کثیرین مختلفۃ الاحقیقت پر۔ ماہو کے جواب مین۔

جب اوستاد اسکی تشریح اور توضیح مطالب کرکے خاموش ہوا تو شیخ نے اوس تقریر اور تعریف پر اعتراض کرنا شروع کیے آخر کار کوئی جواب اوستاد سے نبن پڑا۔ اور خود شیخ نے جرأت کی کہ اپنے اعتراضون کے جواب دے اور اوس جواب کی تقریر اوستاد کے سامنے کی اور نہایت تحقیق سے جب کل اعتراضون کا شافی جواب دے چکا اوستاد اسکے اس حسن بیان اور جودت طبع سے نہایت محظوظ ہوا اور اوسکو نہایت تعجب ہوا کہ

---

[1] ایساغوجی یونانی لفظ ہے یا سُریانی ہے کلیات خمس کا نام ہے اور کلیات خمس جنس[1] اور نوع[2] اور فصل[3] اور خاصہ[4] اور عرض عام کو کہتے ہین۔ مولف

[2] منطق اوس علم کا نام ہے جو باقاعدہ طور پر انسان کے ذہن کو فکرون کی خطاؤن سے بچاوے۔ مؤلف

[3] ایساغوجی منطق مین ایک کتاب ہے جو علامہ شیخ اثیر الدین ابہری کی تصنیف سے ہے۔

ایسا مبتدی طالب علم کس حذاقت سے جواب دے رہا ہے اوسنے شیخ کی بہت تعریف کی اور نہایت شاباشی دی۔

شیخ کے باپ کو بُلا کر کہا کہ لڑکا نہایت ہونہار ہے اوسکی خداداد طبیعت کے لیے تعلیم اور تربیت نہایت اصول سے چاہیے اور اوس روز کا تذکرہ بیان کیا اور اسکی وہ تقریر جو جنس کے متعلق اعتراض اور جواب میں تہی شیخ کے باپ کے سامنے ادا کی الحاصل ابو علی نے نہایت محنت اور کوشش سے اپنے اوستاد سے مسائل منطقیہ کی تحصیل کی۔ اور اس فن مین ایسا اعلی درجہ کا کمال حاصل کیا کہ علم منطق مین کسیکی مجال نہ تہی کہ اسکے سامنے زبان کہول سکتا۔

اب کتاب اقلیدس شروع کی چند شکلین اوستاد سے پڑہین اور باقیماندہ خود اپنے مطالعہ مین نکالتا اور کہین کہین کوئی شبہہ رفع کر لیتا۔ یا کچہہ نکات اور غوامض اوستاد سے پوچہہ لیتا اور جو کچہہ مطالعہ مین نکالتا اوسکی تقریر اوستاد کے سامنے کر دیتا شیخ کی اس ذکاوت طبع اور ذہانت سے اسکے اوستاد کو نہایت حیرت ہوتی بالآخر متوسطات درسیات سے فراغت کر کے کچہہ مجسطی کے مقامات پڑہے۔ اور اشکال ہندسہ کو ضبط کیا۔ جب ابو عبداللہ زود رس سمند طبع کی باگین نہ روک سکا تو کہا کہ تم خود اس کتاب کو مطالعہ کرو۔ تمہارے واسطے کچہہ پڑہانے کی ضرورت نہین ہے اگر کہین کہین کوئی شبہہ واقع ہو تو دریافت کر لینا۔ اوس وقت سے شیخ نے ویسا ہی کیا کتاب مجسطی کا خود مطالعہ کرنا شروع کیا۔ غرض اس علم کو بہی شیخ نے نہایت تحقیق اور محنت کے ساتہہ ایسا حل کیا کہ کسی اوستاد کو ایسے نکات اور باریکیان نہ سوجہی ہونگی اور اوسی زمانہ مین مجسطی کے مشکلات کے حل وعقد مین ایک رسالہ تحریر کیا۔

اسی اثنا مین ابو عبداللہ کو گرگانج کا سفر درپیش ہوا اور اپنے ایسے باکمال شاگرد سے جُدا ہونا پڑا جسکے اوپر خود عبداللہ کو فخر تہا۔

اب شیخ نے بغیر اوستاد کے کتابین دیکہنا شروع کین اور نہایت سخت محنتین کرنے لگا یہ کتب بینی مین ایسا مشغول ہوا کہ اوسکو رنج و راحت دن رات کے مشاغل علمیہ مین کچہہ معلوم نہین ہوتی تہی۔ اب یہ جو کتاب علوم حکمیہ مین دیکہتا اوسکے مطالب کو حل کرتا یہان تک کہ مختلف تصانیف اپنے کتب خانہ مین جمع کین۔ جب علوم طبیعیہ اور الٰہیین

کمال حاصل کر لیا تو اوسکے نادر مسائل اور غوامض کو دیکھتا اور لکھتا یہان تک کہ علم طب کی طرف اسکی طبیعت متوجہ ہوئی اور ابو منصور حسن بن نوح القمری سے صنایع علم طبیہ حاصل کیے اور اون کی خدمت مین چندروز رہا اور نہایت قلیل مدت مین اچھی خاصی مہارت پیدا کرلی- اور ایسے ایسے نکات اور باریکیان اس خاص فن مین پیدا کین کہ بڑے بڑے علاء اور استاد اوسکے سیکھنے کی آرزو کرتے تھے - بالآخر اس فن مین اوس نے نہایت تجربہ کے ساتھ وہ آبدار موتی جس سے علم طب کے معلومات کی شعاعین نکلتی تھین کیا علوم نظریہ اور کیا عملیہ سب کو تالیف اور تصنیف کے سلسلہ مین پرو دیا — اب شیخ کا شہرہ اس علم مین ہونے لگا اور علماً اور عملاً یہ مسلم الثبوت استاد مان لیے گئے - اوس زمانہ مین بڑے بڑے استاد اسکی شاگردی کو فخر جانتے اور تعلیم کیلیے حاضر ہوتے اور شیخ کے فیضان سے مستفیض ہو کر حظ وافی اوٹھاتے - اب معالجہ کی جانب بھی شیخ نے توجہ کی اور ہر روز ایک مجمع مریضون کا اس کے پاس جمع رہتا اور سخت سی سخت بیماریون کا ایسا نادر علاج کرتا کہ مریض چند مدت مین شفا پا جاتا-

باوجود ان مشاغل طبیہ اور معالجات کے فقہ اور مناظرہ کا بھی چرچہ رہتا تھا اور ان علوم سے اسکو غفلت نہ تھی- ارباب سیر لکھتے ہین کہ جب شیخ نے ان علوم سے فراغت پائی اوسوقت اسکی عمر بیس برس سے کم تھی لہذا تکمیل فہم علوم کے لیے علوم منطقیہ اور دیگر علوم بھی دیکھنا شروع کیے اور ایک سال کی مشقت شاقہ سے تمام علوم پھر از سر نو دیکھ ڈالے اور ایسی محویت کے ساتھ مشغول رہتا تھا کہ سواے بقدر ضرورت کھا لیتا یا کچھ آرام کرتا ورنہ شب و روز سواے کتب بینی کے اور کوئی کام نہ تھا — جب کبھی نیند کا غلبہ ہوتا تو کچھ اشربہ مقوی پی لیتا- جب کبھی کسی مسئلہ مین مشکلات زیادہ پیش آتے تو نہایت طہارت کے ساتھ جامع مسجد مین جاتا اور نہایت خلوص نیت سے استغاثہ کرتا جس مسئلہ مین اسکو شک ہوتا وہ حل ہو جاتا اور معانی مکنون اور مشکلات لاینحل حل ہو جاتے - اور ہمیشہ تحریر کتب اور مطالب کی توضیح مین تقریر کرتا یہان تک کہ اون علوم کو حل کرتا- ان سب مراحل کے بعد علم ما بعد الطبیعت کی طرف توجہ کی جسکو ما قبل الطبیعتہ اور علم اعلے اور فلسفہ اولی بھی کہتے ہین اور چونکہ اس علم مین [illegible]

خارجی اور ذہنی محتاج مادہ کا نہین ہے مثل ذات باری اور مجردات کے شیخ الرئیس بسبب اپنی
زیادتی جودت طبع اور تیزی ذہن کے ایک مدت تک ان مسایل کے اصلی مطالب اوسکے فہم
مین نہین آئے یہان تک کہ وہ اس علم کی فہم سے مایوس ہو گیا - اور چیارے ان علوم کی طرف
توجہ نکی ایک روز شیخ کا گذر بخارا کی بازار مین ہوا ایک کتاب فروش شیخ کو دیکھکے آیا اور ایک
کتاب شیخ کے سامنے پیش کش کی جب اوس کتاب کو شیخ نے کھول کر دیکھا دو چار سطرین
پڑھین معلوم ہوا علم مابعد الطبیعیہ مین یہ کتاب ہے لیکن شیخ کی طبیعت تو اس علم سے ہٹ چکی
تھی اس کتاب کی خریداری مین تامل کیا کتاب فروش نے کہا کہ مالک اس کتاب کا نہایت ہی
تنگ دست ہے اور کتاب کی قیمت نہایت ارزان ہے اگر آپ اس کتاب کی قیمت تین درہم عنایت
فرمائین گے تو مالک کتاب کے اوپر بہت بڑا احسان ہوگا اور درحقیقت اس کتاب کے مالک
کی حالت ہی قابل رحم ہے - شیخ الرئیس نے محض اوسکی حروت اور رعایت اور مالک کتاب
کے اوپر ترس کہا کر اس کتاب کو چند درہم دیکر خرید لیا - اب گھر مین لا کر دیکھا تو معلوم ہوا یہ نہایت [illegible]
[illegible] معلم ثانی ابو نصر فارابی کی تصنیفات سے ہے اور علم مابعد الطبیعیہ کے حل مسایل اور تشریح
مین لکھی گئی ہے - بکمال توجہی اس کتاب کو شیخ نے دیکھنا شروع کیا - اب جو اس کتاب کو
دیکھنا شروع کیا تو جو مسایل کہ نہایت اوق تھے اوسا اون مسایل کا سمجھنا اس پر دشوار تھا
لیکن خدا کے فضل سے اوسکے بخوبی فہم مین آنے لگے اور جو نکات کہ نہایت ادق تھے وہ اوسکے
واسطے نہایت آسان ہو گئے - اس امر کی اس کو ایسی خوشی ہوئی کہ اس شکر اور اظہار مسرت کے
عملہ مین اپنی جیب سے چند درہم واسطے تقسیم مساکین اور یتیمون کے نکالے اور غریبون کو
تقسیم کر دیے - اہل سیر لکھتے ہین کہ اوس زمانہ مین امیر نوح بن منصور سامانی کو نہایت شدید مرض
لاحق ہوا - اوس بلدہ کے اطبا اوس کے علاج سے معذور ہو گئے اور امیر تو اپنی بیماری سے
ناامید ہو گئے - اب روز بروز اوسکا رنج بڑھتا گیا اور چونکہ شیخ الرئیس [illegible] علم اور
عمل دونون مین نہایت خاص طور پر مشہور تھے اور انکا کمال اسلئے [illegible] کی وقعت کے ساتھ
مشہور ہو چکا تھا اسلئے فضایل اور کمال کا ذکر اوس امیر کے دربار مین بھی ہوا -
[illegible] کی حاضری کی نسبت حکم ہوا اور شیخ الرئیس تشریف لائے اور سرہانے مریض کے
[illegible] تشخیص مرض کی نسبت متوجہ ہوئے - اسباب سابقہ اور علامات لاحقہ کو تشخیص
کیا اور اصلاح مزاج کے لیے نسخہ تجویز کر کے دوا شروع کیا ایک ہی دو نسخون مین

طبیعت سنبھلنے لگی اور چند روز مین امیر نوح کو صحت ہو گئی شیخ کے اس اعجاز مسیحائی سے سلطان کو تعجب ہوا اور اوسکے علاج سے بے انتہا خوشنود ہو کر جیسا لائق شان سلطنت تھا نہایت سیر چشمی کے ساتھہ انعام و اکرام و نذر پیش کش کی۔ اور اسکے صلہ مین مالا مال کر دیا۔ اور ایک معینہ کے طور پر شیخ کا وظیفہ مقرر کر دیا تا کہ ہمیشہ آستان دولت ابد مدت سلطانی پر حاضر رہے ابو علی ہمیشہ بارگاہ سلطانی مین حاضر رہتا تھوڑے زمانہ مین شیخ کا مرتبہ اور شان تمام اعیان دولت اور ارکان سلطنت سے بڑہ گیا۔ اوسی زمانہ مین شیخ نے یہ درخواست کی کہ سلطانی کتب خانہ کے ملاحظہ کی اجازت مل جاسے تا کہ چند سے کتب خانہ سلطانی کی سیر کرے ابو علی اوس کتب خانہ مین آیا چند کتابین ایسی نظر سے گذرین جنکے دیکھنے سے اسکی آنکھین خیرہ ہو گئین یہ علمی جواہرات اور لآلی آبدار کا خزانہ ایسا دلچسپ معلوم ہوا کہ ہر لحظہ ان آبدار جواہرات و علمی خزانون سے نکال کر اپنے دامان خاطر کو پر کرتا جو کتابین کہ متعدد تھین اون مین کا ایک نسخہ اپنے لیے لیتا اور جن کتابون کی ایک ہی جلد تھی اوسکی نقل کر کے اپنے واسطے رکھتا۔ جب خدا کے فضل اور احسان سے یہ ذخیرہ بیبہا مل گیا۔ اوسکی علمی معلومات مین روز افزون ترقی ہوتی گئی۔ اور علوم فلسفیہ اور شرعیہ اور ادبیہ کے تمام مسائل اور نکات کا اخذ کر کے متقدمین اور متاخرین کے تصنیفات سے مقابلہ کیا۔ اون کتابون کی تالیف اور تصنیف مین خود بھی مشغول ہوا۔ اتفاقاً اس درمیان مین اوس کتب خانہ مین ایک رات کو آگ لگ گئی اور بہت قیمتی اور نہایت نفیس نفیس کتابین بالکل جلکر خاک سیاہ ہو گئین۔ بعض حاسدون اور بدطینت لوگون نے جو کہ شیخ سے دشمنی رکھتے تھے یہ بات مشہور کر دی کہ شیخ نے اس کتب خانہ مین خود آگ لگا دی تا کہ متقدمین کی عمدہ کتابین جو کہ نایاب ہین اور جنکا اب نظیر نہین ہے وہ دنیا سے ناپید ہو جائین اور اون کتابون کے مضامین اور نکات خود شیخ اپنی طرف منسوب کرے یا اوس علم مین خود کتاب تصنیف کر کے اپنے نام سے مشہور کرے۔ یہ باتین رفتہ رفتہ سلطان کے کان تک پہونچین۔ امیر نوح نے ان مزخرفات سے نہایت خشمناک ہو کر اونکی بات کو نہ سنا اور شیخ کا مرتبہ جیسا تھا اوس سے کچھہ زیادہ ہی کر دیا تا کہ اہل حسد کے زخم کینہ پر اوسے نمک بر جراحت ہو۔

مورخین لکھتے ہین کہ اوسی زمانہ مین ابو الحسن عروض نے شیخ سے درخواست کی

کہ علوم حکمیہ مین کوئی کتاب جامع اور نافع تصنیف فرمائیے جس سے عام نفع خلائق کا ہو۔ پس شیخ الرئیس نے حسب فرمایش کتاب مجموع کہ جس مین سواے ریاضی کے تمام علوم فلسفیہ درج ہین تالیف فرمائی۔

شیخ ابوبکر برقی اوس زمانہ مین کہ اہل خوارزم سے تہے اور علم فقہ اور تفسیر مین اپنے عہد مین بہت مشہور تہے اور زہد و تقوی مین اپنے زمانہ مین بہت نیک نام تہے۔ اونکو نہایت شوق تہا کہ علوم حکمیہ اور مسائل فلسفیہ مین اچہی طرح معلومات حاصل کرین۔ اس شوق نے اونکو آمادہ کیا کہ شیخ الرئیس سے اس امر کی درخواست کرین کہ ایک کتاب اس علم مین تصنیف فرمائین جسمین مطالب مشکلہ وضاحت کے ساتہہ درج ہون شیخ الرئیس نے اون کی درخواست کے بموجب بیس جلدون مین تالیف فرمائی اور اوسکا نام حاصل و محصول رکہا۔ شیخ برقی نے اسکی بہی خواہش کی کہ علم اخلاق مین بہی ایسی ایک کتاب تصنیف کی جاوے۔ چنانچہ کتاب البر والاثم تالیف فرمائی۔

ابن خلکان شیخ کی سوانح عمری مین لکہتا ہے کہ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ شیخ کی عمر بائیس برس کی تہی۔

اس اثنا مین امیر نوح بن منصور نے انتقال کیا اور سامانیون کی حکومت کی کشتی فتنہ و فساد کے تہپیڑون سے پارہ پارہ ہوگئی اور حکومت بخارا ایک پرآشوب مقام ہوگیا۔ گو چہہ دنون منصور بن امیر نوح نے اس طوفان کو روکا آخرکار غزنویون نے اوسپر غلبہ پایا اور انکی فتحمندی کا پہریرا بخارا مین بلند ہوگیا۔

اس عالم پرآشوبی مین شیخ کے والدین مر چکے تہے اور سامانیون کی بساط سلطنت الٹ چکی تہی اور شیخ الرئیس کے پاس ویسا سامان نہ تہا جیسی کہ شیخ کی طبیعت چاہتی تہی مجبوراً گرگانج کی طرف رخت سفر باندہا۔ اس زمانہ مین چونکہ وزیر خوارزم شاہ ابوالحسن سہیلی خود بہی فقیہ تہا اور فقیہون کو دوست بہی رکہتا تہا۔ شیخ کو اوسکی ملاقات کا شوق ہوا تہوڑی سی مسافت سفر و قطع کرکے چادر کو تخت الحنک کیا۔ ابوالحسن کی مجلس مین حاضر ہوا وزیر نے جیسی اوسکی عزت تہی اور جو اوسکی شان فضل و کمال کی تہی بجا نہ لایا۔ شیخ نے جب دیکہا کہ آب مجمع چہپٹ گیا ہے اور اغیار بہی اوٹھ گئے شیخ نے علوم فقہ مین اپنا مبلغ علم ظاہر کیا جب ابوالحسن نے اسکو بحر ذخار اس علم مین پایا اور ایک ابر دربار دیکہا اثنا ے کلام ہی مین

یہ اپنی جگہہ سے اوٹھہ کھڑا ہوا اور شیخ کو اپنی جگہ پر بٹھایا بعد اعزاز و اکرام کے شیخ کا نام نشان دریافت کیا جب معلوم ہوا وہ کیسا شخص ہے اور اسکا مطلب کیا ہے اور سفر سے آیا ہے جب نیبر لیامون خوارزم شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور شیخ کی ملاقات کا حال ذکر کیا خوارزم شاہ چونکہ خود بھی قدردان اور علم دوست تہا شیخ کے آنے کی خبر سُنکر نہایت محظوظ ہوا اور نہایت مسرت کے ساتہہ اپنی حضوری مین دوسرے روز طلب کیا دوسرے روز شیخ الرئیس دربار سلطانی مین حاضر ہوا جیسی کہ شیخ کی شان تہی اوسی قدر شاہ خوارزم نے اوس کی عزت اور توقیر کی اور اوسکو رہنے کو ایک مکان اسکی حسب لیاقت اور شان کے دیا اور تنخواہ حسب حیثیت اور وقعت کے مقرر کردی۔ چونکہ اوس زمانہ مین خوارزم شاہ کے دربار مین بڑے بڑے حکیم اور ادیب اور شاعر اور منجم اور ہر طرح کے اہل کمال کا مجمع تہا۔ شیخ کو اپنی مصاحبت مین نہایت عزت کے ساتہہ جگہہ دی شیخ کو بہی ان کاملین کا مجمع مغتنم معلوم ہوا ہمیشہ اوس مجمع مین یہ زینت محفل ہوتا اور آپسمین مناظرہ اور مکالمہ نہایت تہذیب اور لطف کے ساتہہ ہوا کرتا تہا۔

مسائل حکمیہ اور مباحث علمیہ مین چندے ایک دلچسپی کے ساتہہ شیخ نے زمانہ گذرا تہا جب سلطان محمود غزنوی نے اس ملک پر تسلط اور غلبہ پایا اور تمام اطراف و بلاد شہر پر قبضہ کرلیا۔ خوارزم شاہ کو اوسکی اطاعت سے گریز نہ تہا۔ حاسدون اور چغلخورون نے شیخ کی برائیان محمود شاہ کے کان مین بہردین تہین اور دشمنون نے کوشش کرکے شیخ کے قتل کی طرف آمادہ کردیا تہا وہ کسی طرح پر اس امر پر کامیاب نہ ہوتا تہا۔

آخر الامر حسن بن میکال کو کہ اوسکے اعیان دولت کا ایک سر برآوردہ سردار تہا خوارزم شاہ کے دربار مین بہیجا تاکہ اوسکو یہ پیغام پہونچائے کہ تمہاری صحبت مین بڑے بڑے فاضل اور علامۂ زمان حکیمون کا مجمع رہتا ہے جو اپنے علم و فضل مین نظیر نہین رکہتے ہین تمہارے شہر مین متوطن ہین اور تمہارے دربار مین ان فاضلون کی صحبت سے رونق رہتی ہے۔ لہذا منظور خاطر دربار منفاطر سلطانی یہ ہے کہ ان لوگون کی صحبت کا مین بہی خواہشمند ہون لہذا ایماے سلطانی یہ ہے کہ یہ لوگ میرے دربار دُربار مین حاضر ہوکر شرف اندوز ملازمت ہون لیکن اصلی مطالب محمود کا قتل شیخ تہا۔

چونکہ خوارزم شاہ اس معاملہ سے آگاہ ہوگیا تہا لہذا ابو ریحان او شیخ الرئیس کو

تخلیہ مین طلب کر کے سلطان محمود کے مافی الضمیر سے آگاہ کیا۔ اور کہا تم ایسے مغتنمات حضرات کو مین نہین چاہتا ہون کہ بلا تکلف سلطان محمود کے دربار مین بھیجدون۔ لیکن یہ بات بہی ناممکن ہے کہ اوسکا حکم ٹالدون۔ مناسب طریقہ یہ ہے کہ قبل اسکے کہ حسن بن میکال یہان آوے آپ لوگ میری مجلس کو اپنے قدوم فیض سے خالی کر دیجیے تا کہ قوی عذر ہو۔

آخر کار شیخ الرئیس نے اوس گران بہا صحبت کو وداع کیا ابو سہیل مسیحی نے بہی غزنین کے جانے سے پرہیز کیا۔ اور شیخ کے ہمراہ ہوا۔ الغرض حسن بن میکال شیخ کے جانے کے بعد آیا اور شیخ کو نہ پایا صورت حال واقعہ کی حضور سلطانی مین جا کر عرض کر دی۔ چونکہ سلطان محمود کو اس بارہ مین نہایت ہی کد و کاوش تہی حکم فرمایا کہ ابو نصر فن مصوری مین کامل مہارت رکہتا ہے ابو علی سینا کی تصویر کھینچے اور ہر ایک مصور جو اس حال سے آگاہی یاوے شیخ کی تصویر کہینچکر ایک ہوشیار اور معتبر شخص کو سپرد کر دے تا کہ جو شخص اس شبیہ کا آدمی پاوے اصل حلیہ سے مطابق کرے اگر اصل مطابق ہو تو اوس شخص کو پایہ سریر سلطنت مین لا کر پہونچا دے۔ چنانچہ چند تصویرین شیخ کی جرجان مین بہیجی گئین۔

القصہ شیخ الرئیس نے اپنے ہمراہیون کے ساتہ جرجان کا قصد کیا۔ ابو سہیل مسیحی اثناے راہ مین تشنگی سے راہی عدم ہوئے اور شیخ الرئیس افتان و خیزان مصیبت اور سختیان جہیلتے ہوئے بیوَر تک پہونچے اگرچہ بہت ہی خستہ حال ہو گئے تہے لیکن تہوڑی دیر بہی قیام نہ کیا تہا کہ نبسا کا راستہ لیا اور وہان سے نیشاپور مین تشریف لے گئے۔ اور چندے اوس سرزمین کو اپنے فیض قدوم سے گلزار کیا۔ ایک روز گہر سے باہر نکلے تو کیا دیکہا کہ ایک مجمع سا معلوم ہوا اور آپس مین کچہ [illegible] جب [illegible] دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ محمود سلطان غزنین کا ذکر کرتے ہیں اور [illegible] ہو جانے کا ذکر ہے شیخ نے کسی [illegible] لوگون سے دریافت کرنا شروع کیا تفتیش کرنے سے معلوم ہوا کہ انہین کی نسبت یہ فرمان ہے شیخ اس [illegible] کو سنکر نہایت خوف زدہ ہوا اور مصلحت اسی مین سمجہی کہ یہان سے چلا جاوے۔ ناگزیر جرجان کا قصد کیا اوس زمانہ مین اوس دیار کا حکمران قابوس تہا ارباب [illegible] سہت تعریف [illegible]

یہ بادشاہ نہایت خوبیون کا تہا خود بھی بہت بڑا فاضل تہا اور فاضل دوست بھی تہا - اہل ہنر کی کمال قدر کرتا تہا چونکہ وہ خود اہل ہنر تہا حکیمون کا خواستگار اور دوستدار تہا - اس فاضل بادشاہ کے نیک خصائل سے تمام اعلٰے اور ادنے آگاہ ہوگئے - شیخ نے بظاہر طور پر یہان طبابت شروع کی اور چونکہ وصیلہ معاش اسپر تنگ تہا ناگزیر اسی طبابت کے پیشہ کو وسیلہ روزی ٹھہرایا - اور رفتہ رفتہ اوس کی طبابت چمکی اور شہرت حاصل ہوگئی -

ایک کثیر گروہ نے جو کہ امراض مزمنہ مین مبتلا تھے اور کسی علاج سے فائدہ نہین ہوتا تہا شیخ کے معالجہ سے نہایت جلد شفا پائی - اب شیخ کی حالت درست ہوگئی اور کافی معاش کے لیے اس کے پاس روپیہ مہیا ہوگیا بلکہ چند روز مین بڑا امیر ہوگیا -

اسی زمانہ مین شاہ قابوس کا بہانجا سخت علیل ہوا اور مرض کے اشتداد سے نہایت ناتوان ہوگیا اوس کے شہر کے طبیبون نے جس قدر ممکن تہا علاج اور معالجہ مین کوشش کی اوسی قدر ناکامی ہوئی اور نہایت عجز کے ساتہہ ترک معالجت کی اب روز بروز مریض کا ضعف بڑہتا گیا اور مرض کا اشتداد اور زیادہ ہوتا جاتا تہا - قابوس کو اس امر سے نہایت صدمہ تہا اور اس لاعلاجی سے انتہا کا رنج دامنگیر تہا - ایک روز اوسکے دربار مین ذکر ہوا کہ آجکل ایک طبیب اس شہر مین وارد ہوا ہے اور تشخیص مرض مین اوسکو کامل دستگاہ ہے اور علاج مرض مین یدِ طولیٰ رکہتا ہے - قابوس نے جب یہ سُنا نہایت عجلت کے ساتہہ اوس کی حاضری کے واسطے حکم دیا - ملازمان سلطانی فوراً شیخ کی طلبی کے واسطے دوڑے اور شیخ کو حاضر دربار کیا شیخ کی عرض کی گئی ارشاد ہوا کہ ایوان سلطانی مین لایا جاے شیخ ایوان سلطانی مین داخل ہوئے - مریض کو دیکہا کہ ایک نہایت خوبصورت بے حد خوش رو جوان ہے جس کے تناسب اعضا اور سڈول بدن اوسکے حسن خداداد کا نمونہ تہا رخ تابان غیرت ماہ طلعت درخشان رشک آفتاب اوٹہتی جوانی اور عالم شباب یہہ سب مجموعی باتین اوسکے سن وسال کے واسطے جو ابہی بیس برس سے کم ہی تہا نہایت دلفریبی پیدا کر رہی تہین -

ابہی مسین بہی بہیگنے نہین پائی تہین کہ بستر مرگ نصیب ہوا - شیخ اس نوجوان مریض کے اور قریب آکر بیٹھہ گیا - ابتداے مرض کی حالتین دریافت کین اور قارورہ دیکہا اسباب اور علامات سے دریافت کرکے حکم دیا جس قدر یہان لوگ جمع ہین سب اُٹھہ جائین اور

ایک ایسا شخص مجہکو چاہیے جو کہ شہر کے تمام محلّون اور کوچون اور مکانون کو جانتا ہو۔ چنانچہ ایک ایسا ہی شخص حاضر کیا گیا اور اب مریض بالکل تخلیہ مین ہے صرف یہی تین آدمی رہ گئے شیخ نے مریض کی نبض پر ہاتہہ رکہا اور اوس آدمی سے کہا کہ تم پہلے محلّون کے نام بول جاؤ اوس نے ایک ایک محلے کا نام لینا شروع کیا یہان تک کہ ایسے محلے پر پہونچا کہ مریض کی شریانین متحرک ہونے لگی اور حرکت نبض مضطرب ہوگئی شیخ الرئیس نے یہ حالتین محسوس کین اور حکم دیا کہ اب اس محلے کے مقامات بتاؤ جسکو تم نے آخر مرتبہ کہا۔ پہر نبض پہ ہاتہہ رکہا اور اوس شخص کے بیانات سننا شروع کیے اور اب مریض کی نبض کی طرف خیال زیادہ رجوع کر دیا۔ اب اوس محلہ کے مکانات اوس شخص نے گنوانا شروع کیے یہان تک کہ ایک ایسے مکان کا اوس شخص نے نام لیا جس پر بیمار کی نبض میں عجیب حالتین پیدا ہونا شروع ہوئین۔ شیخ الرئیس نے نبض کو ہاتہہ سے چہوڑ دیا اور کہا کہ اب مین ایک اور بات دریافت کرنا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ اوس مکان کے رہنے والون کے نام مجکو معلوم ہونا چاہیے فوراً ایک ایسا دوست کار شخص بلایا گیا اور اوس شخص نے وہان کے رہنے والون کا نام دریافت کرنا شروع کیا اوس شخص نے ایک ایک کا نام لیا اور شیخ نے نبض پر ہاتہہ رکہا اب جیسے ہی ایک عورت کا نام آیا جس سے نبض از حد متغیر ہوگئی اور حرکت طبعی اوسکی بالکل بدل گئی پہر اوس مکان کے حالات دریافت کرنا شروع کیے اس مرتبہ اور یہی تغیر پیدا ہوگیا۔ بس شیخ نے شاہ قابوس کے معتمد لوگون سے کہا کہ یہ شخص فلان محلہ اور مکان کی فلان دختر مہر پیکر پر عاشق ہے اور اوسکے صدمۂ فراق اور رنج مہاجرت سے اسکی یہ حالت ہوگئی ہے اس کا علاج سوائے دیدار محبوب اور وصل معشوق کے نہین ہے کیونکہ اس جوان کے تمام حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اوس پریوش کے تیر نگاہ کا گہائل ہے۔ اور اوسکو مرض عشق نے رنجور کر دیا ہے۔ آخرکار مقربین بارگاہ سلطانی نے اس امر کو نہایت تحقیق کے بعد دریافت کیا کہ دراصل مرض یہی ہے اور جبکہ یہ بخوبی پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا تو حضور سلطانی مین عرض کیا گیا کہ تجویز شیخ یہ ہے۔ قابوس کو نہایت تعجب معلوم ہوا اور شیخ الرئیس کو طلب کیا اوس سے ملاقات کی جسوقت شیخ کے چہرہ پر نظر پڑی تو اوسکو یاد آیا کہ اس شخص کی کہین تصویر دیکہی ہے جب تمام نشانون کو غور سے دیکہا تو معلوم ہوگیا کہ یہ

شخص شیخ بوعلی سینا ہے کیونکہ اوسکی تصویر دیکہہ چکا تہا فوراً اپنی جگہ سے اوٹہہ کہڑا ہوا
اور نہایت اعزاز و امتیاز کے ساتہہ شیخ کو اپنی جگہہ پر بٹہایا۔ اور دریافت کیا اے حکیم دانشمند
آپ کو کیونکر یہ معلوم ہوا کہ یہ مریض مرض عشق مین مبتلا ہے کیونکہ اس مرض کے اسباب
ظاہری تو بہت پوشیدہ ہوتے ہین۔ فرمائیے تو آپ نے کیونکر تشخیص مرض فرمائی شیخ
نے کہا جبکہ امراض جسمانیہ کی کوئی علامت ابتدائی مین نے نہین دیکہی تو معلوم کیا کہ مرض
جسمانی نہین ہے بلکہ اسکا سبب امراض نفسانیہ سے ہے اور جبکہ یقینی طور پر مین جانتا تہا
کہ یہ مریض بسبب حیا کے اپنے اس راز کو چہپاتا ہے ناچار سوائے ان تدبیرات کے
اور کوئی چارہ نہین تہا جیسا کہ مین نے اوسکی تدبیرین کین۔ اور حضور کو اس سے
آگاہی ہوئی اس صورت سے یہ لاعلاج مرض تجویز ہوا۔ بادشاہ قابوس یہ ماجرہ سنکر زیادہ تر
خوش ہوا اور اس نادر اور نایاب تجویز پر بہت تعریف کی اور خلعت بیش بہا اور انعام اکرام اور بہت
کچہہ نذر دیا اور ایسا اعزاز و امتیاز کیا جس سے اور زیادہ تصور نہین ہو سکتا۔ قابوس نے
شیخ الرئیس سے کہا کہ یہ نوجوان اور وہ پری پیکر دونون خالہ زاد بہائی بہن ہین اور میرے
بہانجا اور بہانجی ہین پس ایسا کرنا چاہیے تاکہ ان دونون کا نکاح آپس مین ہو جاے
پس حسب فرمان شاہ قابوس شیخ نے ان دونون کے عقد نکاح کی تجویز کی اور ساعت نیک
اور طالع مسعود مین اون دونون کا نکاح کر دیا۔ اور اوس مریض عشق کا تہوڑے زمانہ مین
مرض زائل ہو گیا۔

اس قصہ کو عارف کامل مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے مثنوی کے پہلے دفتر مین ایک بادشاہ
کو ایک کنیزک پر عاشق ہونا بتایا ہے اور چونکہ نظم فارسی مین اور نیز نصیحت کے موقع پر
صرف تمثیل کے طور پر لکہا گیا۔ تاریخی واقعات کی کوئی ضرورت نہ تہی لہذا اون واقعات کو
ایک حکایت کے طور پر مجملاً ذکر کر دیا۔

المختصر قابوس نے شیخ الرئیس کی صحبت مغتنمات سے جانکر آناً فاناً اوسکی عزت اور احترام
زیادہ کرنا شروع کیا اور محمود غزنوی سے اسکے معاملہ مین بے انتہا کوشش کرتا رہا
کی اور یہان تک اس بارہ مین خط کتابت کی کہ جو کچہہ محمود کے دل مین شیخ کی طرف
کینہ تہا وہ بالکلیہ رفع ہو گیا الحاصل ایک زمانہ تک شیخ الرئیس اوسکی [illegible]
تقضا کار ملوک اکناف مملکت اور اطراف سلطنت نے شاہ قابوس کی [illegible]

کرنا شروع کی اور آخر کار اوسکو گرفتار کرکے قلعہ بسطام مین جو کہ خناشک کے نام سے مشہور تھا قید کیا۔ اور تھوڑے دنون کے بعد اوسکو قتل کرڈالا۔ چنانچہ یہ واقعہ اکثر تواریخ مین مذکور ہے شیخ اس آسمانی آفت سے مجبور ہوکر جہان تک جلد ممکن ہوا جرجان کو چھوڑ کر دہستان کا راستہ لیا اور ایک زمانہ تک وہان پر سکین ہوکر چند کتابین تالیف فرمائین۔

اسکے تھوڑے زمانہ کے بعد شیخ بیمار ہوگیا اور اوس ضعف اور ناتوانی کی حالت مین جرجان کی طرف معاودت کی اور اپنی بدقسمتی کے سختی کے شکوہ اور زمانہ کی کجرفتاری مین ایک قصیدہ لکھا جسکی ایک بیت یہ ہے۔

لمّا عظمت فلیس مصر واسعی　　　لما غلا ثمنی عدمت المشتری

یعنے میری قدر و مرتبت اور شان و شوکت اس قدر عظیم ہے کہ کسی شہر مین میرے اقامت کی گنجائش نہین رہی اور جبکہ میرا سرمایہ کمال نہایت بیش قیمت اور گران بہا ٹھہرا تو اسکے خریدار کو مین نے مفقود اور نایاب پایا۔ اوسی زمانہ مین عبید اللہ جرجانی نے جو کہ عبد الواحد کے نام سے مشہور تھا فلسفہ کی تحصیل کے واسطے شیخ الرئیس کی مصاحبت اختیار کی اور آخر زمانہ تک شیخ کا ایسا ندیم اور مصاحب خاص رہا کہ تمام مورخین شیخ کے حالات اوسکے قول سے روایت کرتے ہین۔ اور سوا اوس کے جس سے روایت ہوئی وہ مستند اور معتبر نہین ہے۔

عبید اللہ سے نقل کرتے ہین کہ ابو محمد شیرازی جو کہ جرجان مین رہتا تھا اور فلسفہ کی تحصیل کا شوق اوسکو کمال تھا شیخ سے درخواست کی کہ آپ اپنے فیض عام سے دریغ نفرمایئے گا اور اپنے فیض سے مجھکو مستفیض فرمایئے۔ شیخ الرئیس نے اوسکی درخواست قبول کی۔ پس ابو محمد نے اپنے مکان کے قریب شیخ الرئیس کے واسطے ایک مکان خریدا اور شیخ اوس مکان مین فروکش ہوا اور نہایت فارغ البالی اور خوشحالی سے بسر کرنا شروع کیا۔ ابو محمد شیخ کی ملازمت مین ہر روز حاضر ہوکر سعادت اندوز ہوتا۔ علم مجسطی اور علم منطق کے مسائل اوس سے پڑھتا ابو عبید اللہ بھی ہر ایک کتاب کے باب مین اوسکا ہم سبق ہوکر ہر کتاب مین ساتھ دیتا۔ چونکہ زمانہ اندنون شیخ کے مخالف نہین تھا اس لحاظ سے اب اسکو ایسا موقع حاصل تھا کہ نہایت اطمینان کے ساتھ تصنیف اور تالیف مین مشغول ہوتا کتاب اوسط جرجانی اور مبدء و معاد اور دیگر کتب اس زمانہ مین تصنیف فرما

اور جن تالیفات کو دہستان مین شروع کیا تہا اونکو بھی انجام کو پہونچا دیا - جب ایک زمانہ یہان کے قیام کو گذر گیا اور اب اسقدر ایک جگہہ کے قیام سے شیخ کی طبیعت گہبرائی یہان سے سفر کرکے رے کی جانب توجہ فرمائی - اوس زمانہ مین حکمران اوس مملکت کا مجدالدولہ اور ملکہ اوسکی مان تہی کسی قدر شیخ کی بزرگی اور مرتبہ سے اوسکو آگاہی تہی شیخ کے ورود کی اطلاع پاکر مقربان سلطانی نے عرض کیا - شیخ جب اُسکے دربار دُربار مین باریاب ہوا اوسکی عزت و توقیر زیادہ کی جیسی اوس کی شان اور توقیر تہی ویسے ہی اوسکا اعزاز کیا گیا اور حکم محکم صدور پایا کہ اس دربار مین شیخ الرئیس ہمیشہ حاضر رہا کرین شیخ الرئیس نے اس دربار عالی کی ملازمت منظور کی اتفاقاً اوس زمانہ مین مجدالدولہ کو مرض مالیخولیا لاحق ہوا - ملکہ نے شیخ کو اوسکے معالجہ کے واسطے مقرر کیا تہوڑے دنون مین شیخ کے علاج سے اوسکو شفاے کامل حاصل ہوگئی - ملکہ نے اس معالجہ مسیحائی سے ازحد خوشنودی ظاہر کی - بہت کچہہ سلوک کیا اور نہایت ہی ممنون ہوئی - اوس زمانہ مین کتاب معاد بنام مجدالدولہ تصنیف فرمائی اس اثنا مین یہ بات مشہور ہوئی کہ سلطان محمود نے سلطنت رے کی تسخیر کا قصد کیا ہے اور عنقریب رے کی حکومت پر غالب ہوکر فتح و نصرت کا پہریرا بلند کرنے والا ہے شیخ الرئیس اس خوف اور ہراس سے جو اوسپر نہایت غالب ہوگیا تہا ناچار رے کو الوداع کہہ کر قزوین کی طرف سدہارا اور قزوین سے ہمدان کا راستہ لیا - اوس زمانہ مین ہمدان کا حکمران شمس الدولہ بن فخرالدولہ تہا - شیخ الرئیس کبانو سے جو کہ ایک رئیسہ شمس الدولہ کے زمانہ مین تہی جا کر ملا اور تہوڑے زمانہ تک اوس کے کامون کی نظارت کی - اوسی زمانہ مین شمس الدولہ کو مرض قولنج عارض ہوا - مقربین بارگاہ سلطانی نے معروض کی کہ ایک حکیم اس سرزمین مین موجود ہے - حکم ہوا کہ اوس حکیم کو حاضر دربار شاہی کرو - شیخ کا معالجہ شروع ہوا شیخ الرئیس نے احتقانات اور شیافات مفتحہ کے ذریعہ سے علاج کیا اور جو جو تدابیر طبیہ تہین اونکو کام مین لایا - یہان تک کہ شیخ الرئیس کے علاج سے بہت جلد صحیح ہوگیا - شمس الدولہ نے بہت اسکی تعریف کی اور خلعت گران بہا اور انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا اور حکم دیا کہ ہمیشہ ہماری صحبت مین شیخ الرئیس رہا کرین شیخ کو اپنے مصاحبون مین نہایت ممتاز کیا اسی اثنا مین شمس الدولہ عناز شاہ کرمان کے مقابلہ کی طرف متوجہ ہوا شیخ بہی اس سفر مین ہمرکاب دولت تہا جب طرفین سے

مقابلہ ہوا تو شمس الدولہ کا مطلوب حاصل نہین ہوا اور فتح نصیب نہ ہوئی پھر ہمدان کی طرف
معاودت کی اور شیخ الرئیس سے درخواست کی کہ آپ امور وزارت اپنے متعلق کیجیے کیونکہ
وزارت کا جیسا کہ آپ انتظام فرمائیے گا ویسا ممکن نہین شیخ کو کوئی وجہ نہ تھی کہ اسکو
قبول نہ کرتا ایک زمانہ تک اوس مملکت کا انتظام شیخ کے ہاتھہ مین رہا اور نہایت
حسن انتظام کے ساتھہ نظام مملکت مین مشغول رہا اوس زمانہ مین شمس الدولہ کا خزانہ
خالی تھا اور اہل لشکر کو تنخواہ اور ملازمین کا وظیفہ اور منصب دارون کی تنخواہ وقت
پر نہین پہونچتی تھی اہل غرض اور صاحبان حسد نے اس امر کا التزام شیخ پر رکھا اور ایک
جماعت فتنہ پردازون کی شیخ کے دولت خانہ مین گھس آئے اور جو کچھہ مال و اسباب تھا
لوٹ لے گئے اور بعد اوسکے شیخ کو پکڑ لائے اور اوسکے قتل پر آمادہ ہوگئے ادہر مقربین
دربار نے شمس الدولہ کو بھڑکا کر شیخ کے قتل پر آمادہ کیا۔ لیکن اس امر کو اوسنے منظور نہین کیا
اس فتنہ و فساد کے دفع کرنے کی غرض سے اوسنے وزارت سے معزول کر دیا۔ آخرکار
شیخ الرئیس عہدہ وزارت سے کنارہ کش ہوکر عزلت گزین ہوا اور ابو سعید اور خدوک کہ
اوس سے اتحاد رکھتے تھے پوشیدہ طور پر اوسکے مکان مین آکر قیام گزین ہوا اور قریب
قریب چالیس روز کے وہان رہا۔ اتفاقاً پھر شمس الدولہ کو درد قولنج کی شکایت ہوئی
شیخ الرئیس کی طلب مین کوشش بلیغ کی۔ بعد تلاش کرنے کے پتہ معلوم ہوا شمس الدولہ
نے اپنے اکابر اعیان دولت کو اوسکی طلب مین بھیجا اور اوسکی حاضری کا خواستگار ہوا
شیخ الرئیس نے از روے اطاعت اور تابعداری کے اوسکے حضور مین حاضر ہوا۔
شمس الدولہ اوسکی ملاقات سے نہایت مسرور ہوا اور نہایت مہربانی اور التفات کے
ساتھہ عذر کیا۔ شیخ الرئیس نے دوبارہ اوسکے عارضہ کا علاج کیا۔ شمس الدولہ نے
اوسکا مرتبہ بڑہایا اور اوسکے معاندین کے رتبے گھٹا دیے۔ اب شیخ کا مرتبہ بہت
کچھہ بلند ہوگیا اور بار دیگر منصب جلیل وزارت پر مقرر کیا۔ اوس زمانہ مین ابو عبید اللہ
نہایت مستعد اور اجلہ شاگردان شیخ الرئیس سے تھے اور نہایت خاص مصاحب شیخ
کے تھے۔ ابو عبید اللہ نے اپنی آرزو ظاہر کی کہ کتب ارسطو کی شرح کرے۔ چونکہ
شیخ کو امور وزارت اور مہام سلطنت سے مہلت نہ تھی اس امر مین ابو عبید اللہ
سے معذرت چاہی۔ جب ابو عبید اللہ نے زیادہ اصرار کیا اور شیخ کی بہت کچھہ منت کی

تو شیخ نے کہا چونکہ فلسفہ کا شوق تمکو زیادہ ہے لہذا اس باب مین جو میرے معتقدات ہین مین اونکو مدون کرتا ہون بغیر اسکے کہ دوسرون کے اقوال نقل کرون یا دوسرے مذاہب اس بارہ مین بیان کرون۔ ابو عبید اللہ اس امر سے نہایت خوش ہوا اور شیخ کا بہت کچھ شکریہ ادا کیا اور شیخ کی تعریف و توصیف کی پس شیخ نے حسب تحریک ابو عبید اللہ کے علم طبیعیات کتاب شفا تصنیف فرمائی اور اوس زمانہ مین خمسہ قانون تالیف کیا۔

اور چونکہ شیخ کو مشاغل علمیہ مین زیادہ تر انہماک تھا اور ہمیشہ اسکی صحبت مین علم کا چرچا رہتا تھا اس سبب سے اک جم غفیر اور مجمع کثیر ہر شب اسکی صحبت مین رہتا اور ایک جماعت کثیر والطلبا کی اسکے پاس جمع رہتی بیانات شافیہ سے اپنی معلومات کو بڑھاتی تھی اور اوسکے فیض علم سے فیضیاب ہوتی۔

ابو عبید اللہ کہتا تھا کہ ہر ایک طالبعلم کے واسطے ایک زمانہ خاص مقرر تھا اور کسی کو اس زمانہ سے تقدم اور تاخر ہونے نہین پاتا چنانچہ سب سے مقدم میری باری تھی لہذا مین سب سے پہلے کتاب شفا سے مستفیض ہوا۔ بعدا وسکے اور متعلم مستفیض ہوئے اور ایک زمانہ اسی طور پر گذر گیا اتفاقاً ایک مرتبہ شمس الدولہ کو جنگ حاکم جہال سے پیش آئی کیونکہ اون لوگون نے سرکشی اور فساد پہ آمادگی اور شورش برپا کی تھی شمس الدولہ نے قصد مصمم کیا کہ اونکو اونکے اعمال بدکردار کی سزا دے پس شیخ کو بھی حکم ہوا کہ ہمراہ رایات منصورہ مین۔ لیکن شیخ الرئیس نے اس امر سے استعفا دیا اور معافی چاہی کہ مجھکو ہمدان مین رہنے کی اجازت ملے۔ بہرحال شمس الدولہ اوس مہم کی طرف متوجہ ہوا راستہ مین اوسکو پھر درد قولنج اوٹھا اور جس قدر تدبیرین کی گئین اوس سے اور سوء مزاج بڑہتا گیا اور کوئی تدبیر صائب نہ ہوئی۔ آخرکار تمام امراے سلطنت کی یہی راے ٹھہری کہ اسوقت ہمدان کو معاودت کرنا چاہیے۔

امیر شمس الدولہ کو ایک قفس مین بٹھا کر ہمدان کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی بلدہ ہمدان مین پہونچنے بھی نہین پائے تھے کہ پیغام اجل کا پہونچ گیا اور اس جہان فانی سے رخت سفر آخرت کا باندہا۔ امراے سلطنت اور روساے مملکت نے اوسکے لڑکے تاج الدولہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور شیخ الرئیس ابو علی بن سینا

عہدہ وزارت سپرد کرنا چاہا چونکہ شمس الدولہ کے زمانہ مین لشکریون اور اہل دول سے اور ملازمین سلطنت سے اسنے بہت بڑی زک اوٹہائی تہی اور اوسکو اون کی ذات سے بہت کچہہ رنج پہونچا تہا وزارت قبول نہ کی اور ابو غالب کہ اسکا بڑا دوست اور خاص شاگرد تہا اوسکے گہر مین جا کر چہپ رہا اور اپنی اس حدک اور تفضیح سے جان چہپائی۔ اور ایک خط علاء الدولہ ابو جعفر کو اس امر کی نسبت لکہا کہ مجہکو تقبیل آستانہ فیض کاشانہ کی از حد آرزو ہے اور حضور کی ملازمت کی از حد تمنا ہے کہ جسکی تشریح اور توضیح حد بیان اور احاطہ تقریر سے خارج ہے اگر حضور اپنی ملازمت سے سرفراز فرماوین اور اپنی زیارت سے مجہکو مسرور کرکے ایا حاضری ہوسے تو فور آشتابان آستانہ فیض کاشانہ پر حاضر ہو کر شرف اندوز ملازمت ہون۔

اوس خط کو نہایت پوشیدہ طور پر علاء الدولہ کے پاس روانہ کیا آخر اوس زمانہ مین ابو عبید اللہ نے شیخ الرئیس سے درخواست کی کہ یہ زمانہ فارغ البالی اور نہایت اطمینان کا میسر ہے جس مین وہ نادر اور عدیم الوجود کتاب شفا اور قانون تمام کیا جاوے۔ شیخ نے اس درخواست کو قبول کیا۔ ابو غالب کو طلب کیا اور اوس سے کاغذ وغیرہ مہیا کرایا۔ پس راس الرؤس مسئلہ حکمت کو اوس کتاب مین درج کیا اور دس روز مین درست کرکے بعد اوسکے مطالب عالیہ اور مسائل شریفہ کتاب کی طرف متوجہ ہوا۔ ہر ایک مسائل کی شرح کی اور اوس کی باریکیان اور نکات حل کیے اور جو امور متعلق اوسکے تہا سب کو تشریح اور توضیح کے ساتہہ لکہا اور ایک روز مین کئی ورق کے مسودہ کرتا۔ اور جب طبعیات اور الہیات کتاب سے فارغ ہوا اور اوسکو تمام و کمال ختم کر چکا۔ علم منطق کی جانب اوسنے توجہ کی اور کئی جزو اوس علم کے متعلق لکہے۔ مورخین لکہتے ہین کہ تاج الملک شمس الدولہ کے زمانہ مین امراے سلطنت سے تہا۔ جب شمس الدولہ کا لڑکا تاج الدولہ تخت سلطنت پر بیٹہا تاج الملک اوسکا وزیر ہوا چونکہ تاج الملک کو اوس سے ہمیشہ سے کاوش تہی اور ہمیشہ سے شیخ الرئیس سے حسد رکہتا تہا تاج الدولہ کے حضور مین شیخ کی شکایت کی کہ شیخ علاء الدولہ سے خفیہ خط و کتابت رکہتا ہے۔ اس بات سے تاج الدولہ نہایت ہی برہم ہو گیا۔ حکم دیا تاکہ شیخ کو قید خانہ مین لے جائین ایک گروہ اوسکے سراغ مین نکلا اور جہان جہان

اونکا گمان گیا وہان شیخ کو تلاش کیا آخرکار تاج الملک کے لوگون نے سُراغ لگا لیا
اور وہ فتۃً ابو غالب عطار کے گھر مین چلے آئے او شیخ کو قید کر لیا اور قلعہ بروان مین
لے گئے۔ کہتے ہین کہ چار مہینے اوس قلعہ مین شیخ نے بسر کی۔ وہ زمانہ اگرچہ قید کا تھا
لیکن شیخ نے اوس فرصت کو غنیمت جانکر بعض اجزاے شفا کہ ناتمام رہگئے تھے انجام
کو پہونچایا اور کتاب ہدایہ اور رسالہ حی بن یقظان کو بھی اوسی قلعہ مین تصنیف فرمایا اور
ایک قصیدہ اپنی شرح حال مین جسکی ایک بیت یہ ہے لکھا۔

دخولی فی الیقین کما تراہ
وکل الشک فی الامر الخروج

یعنے میرا آنا اس مکان مین جیسا کہ مین مشاہدہ کرتا ہون یقینی ہے لیکن اس جنس تنگ
سے میرا خلاصی پانا حقیقت مین مشکوک ہے۔

اسی زمانہ مین علاء الدولہ تاج الدولہ کی تنبیہ کے واسطے اوس مملکت ہمدان کی طرف
متوجہ ہوا۔ تاج الدولہ اوسکے مقابلہ کی تاب نہ لاسکا اور آخرکار بھاگ کر اوسی قلعہ بروان
مین جہان شیخ قید تھا آکر پناہ لی۔ چونکہ علاء الدولہ بغیر جنگ واپس آیا لہذا الحکم فتوت
اور مروت کے ہمدان پھر پسر شمس الدولہ کو واپس کیا اور آپ اصفہان کی طرف
مراجعت کی۔ علاء الدولہ کے آنے سے وزیر تاج الملک نے شیخ سے معذرت
چاہی اور اوس سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ ہی ہمدان مین چلیے شیخ نے
اوسکی درخواست قبول کی اور ہمراہی تاج الملک اور پسر شمس الدولہ کے ہمدان
مین آیا اور ایک سید علوی کے گھر مین جو کہ اسکا دوست تھا قیام گزین ہوا اور
آنے جانے والون سے ملاقات ترک کر کے دروازہ بند کیے بیٹھا رہتا۔ اور تمام بقیہ اجزاے
منطقیہ اور جو مباحث شفا کے ناتمام تھے سید علوی کے گھر مین تمام کیا۔ اور رسالہ ادویہ قلبیہ
کو بھی اوس زمانہ مین تصنیف کیا۔ کہتے ہین کہ شمس الدولہ کی وفات کے بعد قریب دو سال
تک گوشہ گیری اختیار کی اور اوسی زمانہ مین اور چند کتابین تالیف اور تصنیف کین اب
چونکہ ایک جگہ کے زیادہ رہنے سے شیخ زیادہ دل تنگ ہوگیا تھا۔ لہذا اصفہان کی سیر و
سیاحت کی خواہش ہوئی اور وقت کے انتظار مین فرصت کو دیکھ رہا تھا یہان تک کہ
اب کوئی مانع اوسکے سفر کا باقی نہین رہا۔ آخرکار اہل صوفیہ کا بھیس بدلکر اپنے چھوٹے

بھائی محمود کو ساتھہ لیکر اور عبید اللہ کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور دو غلام بھی اپنے ہمراہ لیے اور اصفہان کو تحیہ سے روانہ ہوا۔

بعد برداشت تکالیف سفر کے قریہ طبرک مین پہونچے جو کہ اصفہان سے بہت قریب ہے جب دو ایک روز رنج سفر سے آسائش پائی علاء الدولہ کو خبر ہوئی کہ وہ جس عزیز گوارا کا ایک مدت سے مشتاق تھا اب وہ اوسکے شہر کے قریب وارد ہوا ہے۔ ارکان دولت اور امراے سلطنت اور علماے اصفہان کو حکم دیا کہ نہایت احتشام اور اعزاز سے اوس کے استقبال کے لیے جائین اور میری خاص سواری کا گھوڑا نہایت سازو سامان کے ساتھہ اوسکے واسطے تیار کیا جاوے اور نہایت عزت کے ساتھہ شیخ الرئیس دربار سلطانی مین حاضر کیا جاوے اور ایک خلعت گران بہا اور تمام عمدہ عمدہ نفائس خاصہ سلطانی شیخ کے لیے مہیا کیے جاوین۔ پس شیخ کو نہایت اعزاز اور امتیاز کے ساتھہ اصفہان مین لاے اور عبد اللہ بن ابی کہ ایک اعیان دولت اور رئیس شہر تھا اوس کے مکان مین شیخ کو اوتارا اور نفیس اور نہایت عمدہ سازو سامان جو کہ اوسکے مرتبہ اور شان کے لائق تھا مہیا کیا۔ علاء الدولہ نے دوسرے روز شیخ کی دعوت نہایت پُر تکلف سازو سامان سے کی اور نہایت تعظیم اور اقتدار اوس کا کیا گیا اور یوم جمعہ اس غرض سے مقرر کیا گیا تا کہ تمام علماے اصفہان اور اکابر حکما اور فقہا کہ اس شہر مین مقیم ہین دربار شاہی مین حاضر ہون اور سواے مناظرہ کے کوئی دوسری بات نہ کی جاوے۔ لکھتے ہین ہر جمعہ کو یہ جلسہ ہوا کرتا اور کوئی نہ کوئی مسئلہ شیخ چھیڑ دیتا اور تمام لوگ اک حیرت سے سُنا کرتے اور ہر شخص اوسکے بیان سے استفادہ اوٹھاتا اور جس کسی کو کوئی شبہہ واقع ہوتا وہ رفع کر لیتا۔ اور وہ نہایت مختصر بیان سے اوس مسئلہ کا حل کر دیتا۔

اوس زمانہ مین ابو المنصور جبان کہ فضلا اور ادباے اصفہان سے تھا علاء الدین کے نزدیک بیٹھا تھا اور شیخ بھی حاضر تھا لغات عربیہ کے بارے مین گفتگو شروع کی۔ شیخ نے اس مین نہایت چرب زبانی سے کلام کیا اور فخر و مباہات کے ساتھہ گفتگو کرنا شروع کی ابو المنصور نے کہا کہ علوم فلسفیہ اور منطقیہ تو آپ ایسا جانتے ہین کہ اوس مین کسی کو تیرے سامنے مجال گفتگو نہین ہے۔ لیکن ادب کے متعلق جیسا کہ اہل زبان سمجھ سکتے ہین اور اُنکا قول حجت ہو سکتا ہے ویسا تیرا قول حجت نہین ہو سکتا ہے شیخ کو وہ کلام نہایت

پڑا معلوم ہوا لغات عرب کی طرف توجہ فرمائی اور کتاب تہذیب اللغت کہ تصنیفات ابو منصور ازہری
سے ہے خراسان سے طلب کی اور کتابین بہی مہیا کین اور اون کتابون کے مطالعہ مین
مشغول ہوا اور علم لغت مین اسدرجہ کمال حاصل کیا کہ اوس سے زیادہ کمال حاصل کرنا متصور
نہین ہے۔ بعد اسکے ایک قصیدہ لکھا جسمین نہایت نادر لغات اور نہایت فصیح الفاظ تھے
جو صنائع اور بدائع سے بھرا ہوا تھا بلاغت اور فصاحت الفاظ سے مملو تھا اور تین رسالہ
تصنیف فرماتے جو ہر ایک چند فصلون کے ساتھہ مشتمل تھے۔ ایک ابن عمید کے طریقہ پر اور
دوسرا ابن عباد کے طرز پر اور تیسرا ابراہیم ابو اسحق صابی کے شیوہ پر اور اون رسالون کو
کتب قدیمہ کے طور پر مرتب کیا اور اس امر کا تذکرہ امیر علاء الدولہ سے کیا کہ آپ اس امر کو راز داری
کے ساتھہ مخفی رکہیے گا کسی طور پر کسی پر یہ امر نہ کہلے کہ میرے تصنیفات سے ہین حسب دستور
ایک روز ابو المنصور علاء الدولہ کی حضوری مین حاضر ہوا۔ ادہر اودہر کی باتون کے بعد علاء الدولہ
اس کی طرف متوجہ ہوا کہ ان مسائل کو مین نے آجکل پایا ہے مین چاہتا ہون اسکی نظم اور نثر کے
مضامین کو سمجھون۔ ابو المنصور نے امیر کے ہاتہہ سے لے لیا اور نہایت غور کے ساتھہ
دیکھنا شروع کیا۔ اکثر مقامات اوسکو بہت مشکل معلوم ہوئے۔ اس اثنا مین شیخ بہی آگیا جو
لغت کہ ابو المنصور کے اوپر مشکل تہا بیان کیا اور اوسکے بیان اور دلائل مین اس قدر وسیع
تقریر کی کہ سننے والے حیران ہو گئے۔ ابو المنصور نے اس امر کو دریافت کر لیا کہ یہ نظم و نثر
اسکی تصنیف سے ہے اور شیخ کی طبع وقاد کا نتیجہ ہے۔ آخر کار ابو المنصور نے نہایت خجل
اور شرمندہ ہو کر نہایت معذرت کی اور یہی کہتا تہا کہ امنّا وصدقنا کہ تو ہر فن مین ہر ذی فن
سے افضل اور اعلےٰ ہے اوس زمانہ مین کتاب لسان العرب فن لغت مین تصنیف فرمائی۔
اور اتنی فرصت نہ تہی کہ اوسکی نقل رکہتا وہ کتاب بہی اوسکی دیگر تالیفات کی طرح تلف ہو گئی
اوسی زمانہ مین علاء الدولہ نے منصب جلیل وزارت اوسکو سپرد کیا۔ اوسی زمانہ کا یہ تذکرہ
ہے جبکہ عنان وزارت اوسکے ہاتہہ مین تہی ہمیشہ قبل طلوع آفتاب کے اوٹہتا اور تصنیف
کتب اور مطالعہ کتب حکما مین مشغول رہتا اور بعد ادائے فرائض اوسکے شاگرد جمع ہوتے اور
اونکے درس تدریس مین مشغول رہتا۔ چنانچہ کیا رئیس اور بہمن یار۔ اور ابو المنصور زیلہ
اور عبد الواحد جرجانی۔ اور ابو عبد اللہ اور سلیمان دمشقی۔ اور تمام دیگر تلامذہ اوسکے
حضور مین حاضر رہتے۔ اور علوم حکمیہ اور طبیہ اور دیگر علوم کے نہایت دقیق مسائل اور بلیغ نکات

لوگ استفادہ اوٹہاتے۔ بہمن یار کہتا ہے کہ اوس زمانہ مین ایک شب کو مین نے اپنے دوستون
مین تمام شب عیش و عشرت مین گزاری صبح کو شیخ کی درسگاہ مین حاضر ہوا شیخ الرئیس نے
بعض مشکل اور دقیق مسئلون کو سمجہانا شروع کیا اور جہان تک ممکن ہوا نہایت توضیح اور تشریح
سے سمجہاتا رہا اور جسقدر کوشش کی اوسی قدر فہم و ادراک مطالب کا مادہ مجہہ مین نہ دیکہا
آخرکار میری طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کل تمنے اپنی اوقات بیکاری مین
صرف کی۔ کہتا ہے کہ مین نے عرض کی کہ درحقیقت ایسا ہی ہے جیسا آپ نے تصور فرمایا
ہے پس نہایت غصہ ہوا اور آنکہون مین آنسو بہر لایا اور آہ سرد کہینچ کر مجہکو افسوس ہے
کہ عمر گرانمایہ نہایت بیہودگی مین صرف کی اور اون مطالب اور نکات کی کچہہ قدر نہ کی سبحان اللہ
رئیسان بازیگے نشا اپنے پیشہ مین ایسی دستگاہ کامل پیدا کرتے ہین اور ایسے مقام تک
پہونچ جاتے ہین کہ بڑے بڑے عقلمندون کو حیرت ہوتی ہے اور تم معارف نغزیہ مین ایسی
دستگاہ بہم نہین پہونچا سکتے ہو اس علوم پر ایسے قادر نہین ہو کہ جاہلون کو اپنے ملکات
روحانیہ سے متحیر کردو۔ الغرض تمام شاگردان فخام کہ ہر ایک اون مین کا اوستاد کامل اور
مسلم الثبوت حکیم تہا۔ ہر روز حاضری مین پابندی کرتے اور صبح کو اوسکے پیچہے آکر نماز صبح
ادا کرتے۔ بعد تعلیم تلامذہ اور طلاب کے اصلاح انتظام خلق اللہ مین مشغول ہوتا اور اپنے
فرض منصبی کار وزارت مین ہمہ تن مصروف ہوتا۔ اور رائے رزین اور عقل دوربین سے اصلاح
عباد اور تعمیر بلاد و اطفائے آتش فساد کی تدبیرین کرتا جس سے بڑے بڑے عقلمندون کو
حیرت ہوتی تہی۔

اوسی زمانہ مین ایک اجلہ روسا و عظام سے کہ منتسبان سلطنت سے تہا مرض مالیخولیا
مین گرفتار ہوا اوسکو یہ خیال پیدا ہوگیا کہ مین ایک فربہ گائے ہون۔ اب گائے کی بولی
بولنے لگے جو شخص حضرت کے قریب جاتا گائے کی طرح آپ سر مارتے کیونکہ اپنے حساب
سینگ مارتے تہے اور کہتے اب مین بہت فربہ گائے ہوگیا ہون مجہکو ذبح کرو کیونکہ
میرے گوشت کا ہریسہ خوب تیار ہوگا۔ ایک زمانہ اسی طور پر گذر گیا اور مرض بڑہتا گیا
یہان تک مرض نے طول کہینچا کہ کچہہ غذا نہ ہوتی۔ اور اب مریض نہایت ضعیف اور لاغر
ہوگیا۔ اطبا نے اگرچہ بہت کچہہ علاج کیا لیکن کسی کے معالجہ سے اوسکو تخفیف نہین
ہوئی۔ آخر الامر اس مرض کی تفصیل اور خبر اطبا بحضور علاء الدولہ گذرانی اور عرض

کیا کہ اگر شیخ الرئیس حضور کے حکم عالی سے اس مریض کو ملاحظہ فرمائین گے تو البتہ اس کی زندگی متصور ہے۔ علاء الدولہ نے اوسکے علاج کے واسطے شیخ سے ارشاد فرمایا۔ شیخ نے اوس رئیس کے خواصون سے تمام حالات دریافت کیے۔ ساری کیفیت معلوم ہوئی تو فرمایا کہ تم مریض سے کہدو کہ کل گاؤ قصاب آئیگا اور تو فبح کیا جاویگا۔ اوس مریض نے اس خبر کو سنکر نہایت خوشی منائی۔ شیخ جب انتظام مہام سلطنت سے فراغت کر چکا تو مع تلامیذان رشید کے اوس رئیس کی ڈیوڑھی پر آیا اور باہر سے آواز دی کہ قصائی آیا ہے وہ گاے کہان ہے مین اوسکو ذبح کرونگا۔ اوس مریض نے سُنتے کے ساتھہ ہی گاے کی آواز بنا کر بولنا شروع کیا۔ لوگ اوسکو پکڑ کر لاتے شیخ نے قصابون کی طرح چھُری نکالی اور کہا کہ اس گاے کے ہاتھہ پیر باندہ کے صحن مین پچھاڑو اور خود چھریان تیز کرنا شروع کین اب جس طرح پر گاے کو ایک پہلو لٹاتے ہین اوس مریض کو لٹایا۔ خود ایک زانو اوس کے شانہ پر رکھہ کر چھریان تیز کر کے ہاتھہ مین لین اور اوس کو ٹٹولنے لگا پھر دفعتاً کہا کہ یہ گاے تو بہت لاغر ہے اسمین گوشت کیا نکلے گا پہلے اسکو خوب ثانی بہوسہ بلکہ حصیلہ کھلانا چاہیے تا کہ یہ فربہ ہو اوسوقت مین اسکو ذبح کرونگا اب اوسکے سامنے غذا لے جاتے اور کہتے کہ کہا تا کہ تو فربہ ہو اور قصائی تجکو ذبح کرے مریض اس لالچ سے کہ اب مین بہت جلد ذبح کیا جاؤنگا غذا کہاتا اور اوسکے ذریعہ سے اغذیہ اشربہ اور ادویہ غذایہ استعمال کرائی جاتی یہان تک کہ وہ اسی تدبیر سے بالکل صحیح ہو گیا۔ علاء الدولہ کو اس تجویز اور معالجہ سے نہایت ہی تعجب ہوا اور بہت توصیف اور تعریف کی۔

تاریخ الحکما مین لکھا ہے کہ اس فرصت کے زمانہ مین شیخ الرئیس نے بقیہ کتاب شفا تمام کیا اور کتاب منطق اور مجسطی سے فراغت حاصل کی اور کتاب اقلیدس اور ارثماطیقی اور موسیقی قبل اسکے مختصر طور پر لکھی تھین ہر ایک کتاب مین جس قدر ریاضیات کی زیادتی کی ضرورت تھی اور اجزا بڑہائے۔ لیکن مجسطی مین دس اور شکلین کہ اختلاف منظر سے معلوم ہوتی تھین زیادہ کین اور اسی طرح پر آخر مجسطی مین علم ہیئت سے اور بہی مطالب زیادہ تحریر کیے جو اس سے قبل کسی حکیم نے نہین لکھے تھے اور کتاب اقلیدس مین اعتراض وارد کیے اور ارثماطیقی مین خواص حسنہ استنباط کیے اور علم موسیقی مین اور

چند مسائل ایجاد کیے جس سے حکما واقف نہین ہوئے تھے۔ غرضکہ نہایت توضیح اور تنقیح کے ساتھہ تمام کتابین اختتام کو پہونچ گئین لیکن کتاب نباتات حیوان کہ اوس زمانہ مین تصنیف کرنا شروع کی تھی جبکہ علاء الدولہ نیشاپور کے سفر مین تھا اور اوسی وزارت اصفہان کے زمانہ مین کتاب نجات کہ بہت بڑی تصنیف شیخ کی ہے جمع اور تالیف کی غرض علاء الدولہ کے زمانہ مین شیخ کا مرتبہ روزافزون بڑہتا گیا۔

مورخین لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین علاء الدولہ کہ محض اصلاح ہمدان کو گیا شیخ اوس زمانہ مین ملازم تھا اور ابو عبید اللہ کہ ہمیشہ شیخ کے ہمراہ سایہ کی طرح رہتا تھا شیخ الرئیس کی ایک حکایت نقل کرتا ہے کہ رات کا وقت تھا اور علاء الدولہ کے دربار مین اہل تنجیم اور حکماے نجوم جمع تھے معمولی طور پر تقویمون مین اختلاف واقع ہوتا ہے اور چونکہ رصد قدیمہ سے اب بالکل نجوم ہٹ گئے تھے اس اختلاف سے کچہہ مباحثہ ہونے لگا۔ علاء الدولہ نے شیخ کی طرف دیکہا۔ یہان کیا تہا فوراً اس بات پر آمادہ ہوگئے کہ ایک رصد تیار کی جاوے۔ علاء الدولہ نے بہی اپنے خزانچی کو بلاکر حکم کردیا کہ دستور المعظم جس قدر روپیہ اس کام کے واسطے طلب کرین خزانہ عامرہ سے دیا جاوے اور کوئی کمی نہ کیجاوے ابو عبید اللہ کہتا ہے کہ مجکو طلب کرکے اس رصد خانہ کی تیاری کا انتظام میرے سپرد کیا گیا اور میری اس امر مین امداد کے واسطے خود شیخ نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا۔ مین نے اسکی تیاری کے واسطے بہت کچہہ سامان اور بہت سے آلات منگائے۔ اب یہ سامان اس قدر مہیا ہوگیا تہا کہ جس سے اور زیادہ سامان متصور نہین ہوسکتا ہے لیکن علاء الدولہ کو اس قدر سفر واقع ہوئے اور شیخ کو بہی اپنے کار وزارت سے اتنی مہلت نہ ملی کہ وہ اس کام کی طرف متوجہ ہوتا اگرچہ اوس زمانہ مین رصد خانہ کی تعمیر نہ ہوسکی لیکن اس قدر تو ضرور ہوا کہ اکثر مسائل رصد کے حل ہوگئے۔

شیخ نے اس زمانہ مین کتاب حکمت جو علائیہ کے نام سے مشہور ہے تصنیف کی۔ ابو عبید اللہ یہ بہی بیان کرتا ہے کہ مجہکو مدتون شیخ کی صحبت مین رہنے کا اتفاق ہوا اور مین شیخ کے طریق مطالعہ سے بہی واقف ہون کہ شیخ کبہی کتاب بالاستیعاب ترتیب سے مطالعہ نہین کرتا تہا۔ بلکہ اوسکی عادت تہی کہ ہر کتاب کے مشکل مقامات کو دیکہتا تہا جس سے وہ مصنف کتاب کی شان کو جان لیتا تہا۔ یہ بہی روایت کی جاتی ہے کتاب مختصر اصغر جو منطق مین ہے تصنیف کی اور وہ شیراز کے عالمون کے مطالعہ مین آئی تو اونہون نے

اوسپر چند اعتراضات لکہے اور ایک رسالہ کی صورت مین جمع کرکے معہ ایک خط کے ابو القاسم
کرمانی کے پاس جو ابراہیم ابن باپار دیلمی کا دوست تہا بہیجے - ابو القاسم نے اون اجزا
کو شیخ کے حوالہ کیا - ابو القاسم سے باتین کرتا جاتا تہا اور دیکہتا جاتا تہا -
نماز عشا تک یہ صحبت رہی بعد نماز عشا اوس نے اون اعتراضات کے جواب
لکہہ ڈالے ابو القاسم کہتا ہے کہ مین صبح کو جب شیخ کے پاس آیا تو وہ جانماز پہ بیٹہا ہوا
تہا اوس نے مصلی کے نیچے سے وہ جوابات نکالکر میرے حوالہ کر دیے اور یہ کہا کہ
جنہے جس عجلت مین یہ جوابات لکہے ہین اوس کی کیفیت بہی ایک خط مین لکہکر علماے
شیراز کے پاس بہیجدیجیے - جب ابو القاسم کا خط اور شیخ کے جوابات اونکے پاس پہونچے
تو وہ سب حیرت مین رہ گئے اور دونون نے اپنی خطا پر اعتراف کیا -
روایت کی جاتی ہے کہ جس زمانہ مین شیخ اصفہان مین وزیر تہا علاء الدولہ نے
ایک کمربند جو زر و جواہر سے مکلل اور مرصع تہا عطا فرمایا - چونکہ شیخ نے اس عطیہ کو
اپنی حالت کے نامناسب پایا تو اوسی بادشاہ کے ایک غلام کو وہ کمربند اور خنجر
دیدیا - چند روز کے بعد علاء الدولہ نے اُس کمربند اور خنجر کو اپنے غلام کی کمر مین دیکہا
غلام سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شیخ نے یہ عطیہ اوسکو دیدیا - یہ سُنکر علاء الدولہ
نہایت برانگیختہ ہو گیا - کیونکہ یہ کمربند خاص علاء الدولہ کی کمر کا تہا جسکی شیخ نے یہ عزت
کی - یہ بات کچہ ایسی نہ تہی کہ علاء الدولہ یونہین ٹال دیتا - اوسکی غضبا کی اس حد تک
پہونچ گئی کہ شیخ کے قتل پر آمادہ ہو گیا - کیونکہ اوس نے شاہی عطیہ کی کچہ قدر نکی
اہل دربار مین سے ایک شخص نے جو شیخ کا بڑا دوست تہا اس واقعہ کی اطلاع دی
پس شیخ نے سیاست سلطانی کے خوف سے بہیس بدل کر اصفہان سے ملک رے
کا راستہ لیا - جب شیخ رے مین پہونچا اور چونکہ بہوکا تہا بازار مین روٹی خریدنے کے
لیے نکلا تو ایک مقام پہ لوگون کا ہجوم دیکہا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک
نوجوان بیمارون کو دوا دیتا ہے اور یہ ہجوم مریضون کا ہے شیخ اوس نوجوان کے
مطب کے قریب پہونچا اور اوس نوجوان طبیب کے اقوال اور اعمال کو دیکہنے
لگا اسی اثنا مین ایک عورت قارورے کی شیشی لیے ہوئے آئی اوس نے
قارورہ دیکہتے ہی بلا تامل نہ کہدیا کہ جس مریض کا یہ قارورہ ہے وہ یہودی ہے

اور آج اوس نے غذا مین دہی کہایا ہے عورت نے کہا ہان۔ پہر اوس نے کہا اوس مریض کی خوابگاہ کی جگہ پستی مین ہے عورت نے کہا ہان۔ جب اوس نوجوان کی نظر شیخ پر پڑی فوراً شیخ کو اپنے نزدیک بلایا اور نہایت تعظیم سے اپنے پہلو مین بٹہایا۔

علاج معالجہ سے فارغ ہونے کے بعد اوس جوان نے کہا کہ مین جانتا ہون کہ تو شیخ الرئیس ہے اور علاء الدولہ کے خوف سے تو یہان بہاگ کر آیا ہے اس کلام کے سننے سے شیخ اور زیادہ متعجب ہوا۔ پہر اوس نے شیخ سے اس بات کی درخواست کی کہ وہ اوسکی مہمانی قبول کرے۔ شیخ نے اوسکی دعوت قبول کی اور اوسکے گہر گیا اور دعوت کے تکلفات اور میزبانی کے سامان ختم ہونے کے بعد ایک روز شیخ نے اوس واقعہ کی حقیقت دریافت کی اور کہا تو نے کس طرح جانا کہ وہ قارورہ یہودی کا تہا اور اوس نے دہی پیا ہے اور اوس کی خوابگاہ پست مقام پر واقع ہے۔ شیخ نے کہا کہ مین نے اسوجہ سے ان اُمور کو مان لیا کہ جب اوسکے اپنے پیراہن سے ہاتہہ باہر نکالا تو مین نے دیکہا کہ اوسکا لباس بہت قیمتی ہے مگر اوسکے ساتہہ نہایت کثیف میلا تہا اور ہاتہہ مین مٹہے یا دہی کے دہبے تہے۔ اس سبب سے معلوم ہوا کہ عورت یہودیہ ہے اور چونکہ اس شہر مین یہودیون کا محلہ اک پست مقام مین ہے اس وجہ سے مین نے کہدیا کہ اوسکی خوابگاہ پست مقام مین واقع ہے۔ پہر شیخ نے دریافت کیا کہ تو نے مجہے کس طرح پہچانا کہ مین شیخ الرئیس ہون اور علاء الدولہ کے خوف سے بہاگ آیا ہون اوس نوجوان نے کہا کہ مین پہلے ہی سے تیرے فضل و کمال کی کیفیت سن چکا تہا اور جب مین نے تجکو دیکہا تو تیرے چہرے سے وہ آثار ظاہر ہو رہے تہے اس سے مین نے یہ خیال کیا کہ یہ شخص شیخ الرئیس ہے۔ اور مین یہ بہی جانتا تہا کہ علاء الدولہ کبہی تجکو اپنے پاس سے جدا نہ کرے گا مگر ایک اتفاقی واقع جبتک پیش نہ آئے۔ شاید کسی اتفاقی امر سے تجہہ سے خفا ہو گیا اور یہ خبر زبان زد عام تہی غالباً تو اسی وجہ سے وہان سے بہاگا ہے۔ مین نے ان حالات کے جاننے سے تجکو پہچان لیا۔ پہر شیخ الرئیس نے اوس نوجوان طبیب سے کہا کہ اب تو مجہہ سے کیا

چاہتا ہے جسکو مین قبول کرون اور تا مقدور تیری آرزو کے پورا کرنے مین کوشش کرونگا

اوس نے کہا علاءالدولہ تجہ سے کنارہ کش نہین رہے گا اور عنقریب تجکو طلب کریگا
اور اوسی عہدۂ سابقہ پر مقرر کرے گا۔ میری تجہ سے صرف یہی درخواست ہے کہ جب تو
اپنے عہدۂ وزارت پر معمور ہوجاوے تو میرے کمالات کا ذکر جنکو تونے بچشم خود دیکہا ہے علاءالدولہ
کے حضور مین بیان کرے اور سفارش کرکے مجکو اوسکے مصاحبین مین داخل کرے تہوڑے
عرصہ کے بعد علاءالدولہ نے اپنے چند خاص ملازمین کو معہ خلعت وعطاے عہدہ وزارت
شیخ الرئیس کے پاس بہیجا اور اوس سے معذرت چاہی۔ جب شیخ اصفہان کو روانہ ہوا
تو اس نوجوان طبیب کو بہی اپنے ساتہہ لیتا گیا جب علاءالدولہ سے شیخ کی ملاقات ہوئی
تو اوسنے نوجوان طبیب کا واقعہ بیان کیا اور اوسکے کمال کی تعریف کی اور سفارش کرکے
اوسکو خاص مصاحبون مین داخل کرا دیا۔

باوجود اس علم اور فضل کے شیخ الرئیس ایسے ظریف اور بذلہ سنج واقع ہوئے تھے
کہ ایام وزارت اصفہان مین ان کی ظرافت کے تذکرے اس قدر نایاب اور لطیف تھے کہ
بڑے بڑے نکتہ سنج او ظریف حیرت مین رہجاتے تھے۔ تاریخ نگارستان مین لکہا ہے
کہ شیخ ابوعلی سینا ایسا فاضل علامہ تہا اور جس قدر وہ اوستادی مین مسلم الثبوت تہا
کہ آج تک کسی حکیم اور عالم سے بند نہین ہوا بلکہ سبہون کو بند کردیا لیکن ایک گوئیے کے
ایک حملہ نے شیخ کو متحیر کردیا اور کچہہ جواب نہ دے سکا عرق عرق ہوگیا۔ اصل واقعہ یہ ہے
کہ ایک روز ایوان وزارت سے اپنی محلسراے خاص مین تشریف لیئے جاتے تھے۔
راستہ مین ایک بازاری گویا کسی ساز کو بجاکر گا رہا تہا اور یہ شعر گاتا تہا۔ ؎

گرامی داشتم اے نفس زانت
کہ آسان بگذرد بر دل جہانت

یعنے مین نے اپنے نفس کو اس سبب سے بزرگ رکہا تاکہ جہان مین نہایت وابستگی
سے گذارا ہو۔

شیخ اس شعر کو سنکر متبسم ہوا اور ایک حقارت کی ہنسی سے اوسپر طعن کی کہ خوب نفس
کی تعریف کی ہے اور کیسی کچہہ اپنے نفس شریف کو بزرگی دی ہے۔ اور حقیقت آپکی
یہ ہے کہ ایک حقیر پیشہ مین اپنی ذلیل زندگی گذارتے ہین اور اس ذلیل کام مین آپکو

بڑا فخر ہے - اوس گویہ نے گانا بجانا موقوف کرکے نہایت چرب زبانی سے کہا کہ در عالم ہمت نان از شغل خسیس خوردن بہ کہ بار منت رئیس بردن - یعنے ہمت کا تقاضا تو یہ ہے کہ اپنے ذلیل ہی پیشہ مین اپنا پیٹ پالنا اوس سے بہتر ہے کہ رئیسون کے احسان اپنی گردن پر رکہین - ابوعلی نہایت شرمندہ ہوا اور نہایت تیزی سے اوس راستہ سے گذر گیا -

مورخین لکہتے ہین کہ شیخ الرئیس ایک زمانہ دراز تک تجرد نفس ناطقہ کا قائل رہا - اوراس بارہ مین کلام اس قدر منجر ہوا کہ بقاے نفس ناطقہ کا قائل ہو گیا کہ تغیر صرف اجسام عنصریہ مین واقع ہوتا ہے اور بعد انحلال ترکیب بدن کے نفس ناطقہ باقی رہتا ہے اور کسی طور پر اوسپر عدم جائز نہین ہے ابوعلی بن مشکویہ نے کتاب طہارت مین بقاے نفس ناطقہ کی نسبت ایک بسیط تقریر کی ہے کہ جو وجود باقی ہے اور جسپر عدم بہی جائز ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک وقت مین عدم اور بقا دونون ملاقی ہو سکین کیونکہ اجتماع ضدین منع ہے - پس ضرور ہے کہ مقام بقا دوسرا ہو اور معرض عدم کوئی شے دیگر ورنہ ایک وقت مین شے واحد مین بقا اور فنا ضرور جمع ہون گی اور یہ محال ہے پس معلوم ہو محل بقا دوسرا ہے اور محل فنا دوسرا - لیکن بہمنیار جو کہ شیخ ابوعلی سینا کا شاگرد رشید ہے اس کے مخالف ہے اور کہتا ہے کہ چونکہ تغیر نفس ناطقہ غیر محسوس ہے لہذا اوسکا تبدل اور تغیر غیر محسوس ہے جیسا کہ اجسام مین ہمیشہ تغیر اور تبدل رہتا ہے لیکن ظاہر مین متصل واحد ہین -

اس تقریر مین بہمنیار نے نہایت مبالغہ کیا اور شیخ سے اسکا جواب طلب کیا - شیخ نے تمام طلبہ کو جمع کرکے کہا کہ یہ سائل مجہہ سے جواب پانے کا کبہی مستحق نہین ہو سکتا ہے کیونکہ اسکو اب شک واقع ہو گیا کہ درحقیقت مین نے ابوعلی سینا سے سوال کیا یا کسی دوسرے شخص سے کیونکہ اسکے عقیدہ کے موافق اب مین وہ شخص نہین رہا جو اس بات کا قائل تہا کہ نفس ناطقہ ہمیشہ باقی رہتا ہے کیونکہ بہمنیار قائل ہے اس امر کا کہ نفس ناطقہ مین تغیر اور تبدل واقع ہوتا ہے ممکن ہے کہ اب وہ نفس ناطقہ نہ رہا ہو جو ابوعلی سینا کا تہا -

بعض تاریخون مین درج ہے کہ شیخ الرئیس کو عورتون سے زیادہ موانست تہی

اور کثرت مباشرت سے نہایت ضعیف اور لقیح ہو گئے تھے - جس سال کہ علاء الدولہ کرخ
کی جنگ کی طرف متوجہ ہوا شیخ الرئیس کو درد قولنج اوٹھا اور چونکہ اس درد کے واسطے
ادویہ حادہ کا عملاً استعمال کرنا مخصوص ہے شدت درد سے ایک روز مین آٹھ مرتبہ
حقنہ کا استعمال کیا گیا اس وجہ سے امعا مین قرحہ پڑ گیا اور اودہر علاء الدولہ نہایت
جلدی کے ساتھہ کرخ کی جانب متوجہ ہوا - چونکہ شیخ کو اسکی متابعت سے چارہ نہ تھا
ناچار علاء الدولہ کے ہمراہ ہوا اور میان راہ مین اوسکو دفعتاً صرع عارض ہوئی اور
جب صرع زائل ہوئی قرحہ کا علاج شروع کیا اور حقنہ مزلق استعمال کیا تا کہ قرحہ کی خراش
موقوف ہوے صرف دو دانگ تخم کرفس کہ کاسر ریاح ہے داخل کیا لیکن جو غلام کہ
اس کام کے واسطے معین تھا اوس نے سہواً یا عمداً بجاے دو دانگ کے پانچ
دانگ تخم کرفس حقنہ مین زیادہ کر دئیے اس وجہ سے قرحہ اور زیادہ ہو گیا اور خراش
زیادہ پیدا ہو گئی - صرع کی رعایت سے معجون مثرودیطوس استعمال کرتا تو ا
غلام چونکہ اوس سے ناراض تھے اور اوس کی تندمزاجی سے عاجز تھے یہ موقع پا کر
ایک کثیر مقدار افیون کی معجون مین ملا دی شیخ نے اوسکو استعمال کیا تو مرض اور
زیادہ ہو گیا - آخر الامر ایک فنس مین بٹھا کر اصفہان مین لائے - جب شیخ الرئیس
اصفہان مین پہونچے تو مرض طول کھینچ چکا تھا اور قوت نے بالکل جواب دیدیا تھا
یہان تک کہ اب اوٹھنے بیٹھنے کی بھی طاقت نہین رہی تھی ایک مدت تک اپنا
علاج کیا اب کچھہ کچھہ طاقت آ چلی اور کبھی کبھی علاء الدولہ کے دربار مین بھی حاضر
ہونے لگا لیکن ابھی نقاہت باقی تھی اسوجہ سے کبھی یہ مرض عود کر آتا اور کبھی افاقہ
ہو جاتا - اتفاقاً علاء الدولہ ہمدان کو گیا اور شیخ بھی اسکے ہمراہ تھا اس حرکت
سے راستے ہی مین پھر نکس مرض ہوا جب ہمدان مین پہونچا تو شیخ کو یقین ہو گیا
کہ اب قوت باقی نہین رہی اور طبیعت دفع مرض سے بالکل عاجز ہو گئی دوا ترک
کر دی اور یہی کہتا تھا کہ قوت مدبر بدن ہے اور میری قوت تدبیر بدن سے بالکل
بیکار ہو گئی ہے اب مجھکو کوئی علاج فائدہ نہین بخشیگا اور کسی چیز سے فائدہ نہین ہو سکتا
ہے پس غسل کیا اور جو کچھہ کہ اوس کے پاس تھا فقیرون کو تقسیم کر دیا - اور سب
غلامون کو آزاد کر دیا اور خود تلاوت قرآن شریف مین مشغول ہوا اور توبہ کی - اسطرح

چند روز گذرے ہونگے کہ پیغام اجل پہونچ گیا۔ مورخین لکھتے ہین کہ وقت نزع یہ شعر اوسکی زبان پر تہا۔

نموت ولیس لنا حاصل   سوے علمنا انہ ما علم

یعنے دنیا سے مین نے رحلت کی لیکن جو کچہ کہ مین اپنے ساتہ لے گیا وہ یہ ہے کہ جو کچہ جانتا تہا وہ دراصل کچہ بہی نہین جانتا تہا۔

الغرض یکم رمضان بروز جمعہ ۴۲۸ھ مین بنا بر قول مشہور وفات پائی۔ اور بقول قاضی نور اللہ شوستری و گروہ مورخین کے ۴۲۷ھ مین ہمدان مین مدفون ہوئے۔

بعضے نقل کرتے ہین کہ بعد وفات شیخ الرئیس کے ایک رسالہ ابوریحان بیرونی کا بجواب رسالہ شیخ پہونچا۔ ابوعبداللہ معصومی کہ اجلہ شاگردان شیخ الرئیس تہا۔ چاہا اس شاگردی ہر ایک اعتراض کا جواب لکہا۔ کہتے ہین وہ سب سوالات اور جوابات ایک کتابی صورت مین چہپ گئے تھے اور اصفہان مین ملتے تہے۔

شیخ نہ صرف علوم فلسفیہ و حکمیہ اور دینیہ مین ماہر تہا بلکہ مذاق شعر و سخن کا بہی اوس کو تہا اور اس فن مین بہی اوس نے اپنی کمال۔ مہارت ثابت کر دی اور فارسی عربی مین نہایت بیمثل نظم لکہی۔

ابن خلکان کمال الدین یونس سے روایت کرتا ہے کہ علاء الدولہ نے پابزنجیر کرکے شیخ کو قیدخانہ مین بہجدیا اور شیخ نے اوسی قیدخانہ مین وفات پائی اور یہ اشعار اس قول کے مثبت ہین۔

رأیت ابن سینا یعادی الرجال   وفی الحبس مات اخس الممات
فلم یشف ما نابہ بالشفاء   ولم ینج من موتہ بالنجات

یعنے ابن سینا کو مین نے اکثر دیکہا کہ ہمیشہ بزرگون سے مقابلہ کیا کرتا تہا اور کسیکو اوسکے مقابلہ کی طاقت نہ تہی)۔ بالآخر حبس مین سوائے اوس کے کسی نے ساتہ نہ دیا اور اوس نے نہایت ذلت کے ساتہ جان دی۔ نہ کوئی کتاب الشفا نے اوس کو شفا بخشی اور نہ کتاب نجات نے اوس کو موت سے نجات دی۔ لیکن مورخ خزرجی اور قطب الدین لاہیجی اور دوسرے مورخین اس قول کو

باور سلمین کرتے ہین۔ اور بعضے نقل کرتے ہین اوس حکیم کا سال تولد اور سال فراغ تحصیل علم اور سن وفات ان دو شعرون سے نکلتا ہے۔

حجة الحق ابو علی سینا　　در شجع آمد از عدم بوجود
در شصا کسب کرد کل علوم　　در تکز کرد آنجہان پدرود

یعنے ابو علی سینا ۳۷۳ھ مین پیدا ہوئے اور ۳۹۱ھ مین تمام علوم سے فراغت پائی یعنے اکیس برس کے سن مین اور ۴۲۷ھ مین وفات پائی۔ اس حساب سے ترپن یا چون برس کا سن شریف شیخ کا قرار پاتا ہے۔ لیکن صاحب حبیب السیر کا عقیدہ یہ ہے کہ شیخ کی عمر ۵۸ برس سات مہینے کی ہوئی اور اس قول کی صحت مین بہت دلیلین ہین کیونکہ جب امیر نوح کا علاج شیخ نے کیا تھا اوسوقت شیخ کی عمر ۱۷ برس کی ہوتی ہو اور یہ ظاہر ہے کہ علاج اور معالجہ کے واسطے حکیم کا کبیر سن ہونا ضرور ہے۔ علاوہ اس کے تصنیف اور تالیف کا زمانہ اسی صغر سنی مین پایا جاتا ہے۔ اگرچہ محال نہین لیکن شاذ اور امتناع عادی ضرور ہے اور علاوہ اس کے اس شعر مین بجائے کلمہ شجع کے شجس بہی لکھا ہے اس کلمہ سے ولادت شیخ ۳۶۳ھ ہجری پائی جاتی ہے۔ لہذا دس برس اور سن شریف مین زائد ہوئے۔ اور ۶۴ برس سن شریف شیخ قرار پاتا ہے۔ شیخ کی تصنیفات فارسی سے یہ دو رباعیان زیادہ مشہور ہین جس سے شیخ کا تشیع ثابت ہوتا ہے۔

رباعی

تا بادۂ عشق در قدح ریختہ اند　　واندر پے عشق عاشق انگیختہ اند
با جان و روان بوعلی مہر علی　　چون شیر و شکر بہم در آمیختہ اند

ولہ رباعی

بر صفحۂ چہرہ ہا خط لم یزلی　　معکوس نوشتہ است نام دو علی
یک لام و دو عین با دو یای معکوس　　از حاجب و عین و انف با خط جلی

شیخ کو جب جاہل ملاؤن نے نہایت تنگ کیا تو یہ دو شعر شیخ نے لکہے۔

منہ

کفر چو منے گزاف آسان نہ بود — محکم تر از ایمان من ایمان نہ بود
در دہر یکے چون من و آنہم کافر — پس در ہمہ دہر یک مسلمان نبود

منہ

غذاے روح بود بادہ رحیق الحق — کہ رنگ و بوش زند رنگ و بوے گل را دق
بطعم تلخ چو پند پدر ولیک مفید — بہ پیش مبطل باطل بنزد دانا حق
حلال گشتہ بفتواے عقل بر دانا — حرام گشتہ بفتواے شرع بر احمق

منہ

ز منزلات ہوس گر برون نہی قدمے — نزول در حرم کبریا توانی کرد
ولیک این عمل رہروان چالاک است — تو نازنین جہانی کجا توانی کرد

منہ

دل گرچہ درین بادیہ بسیار شتافت — یک موے ندانست ولی موی شگافت
اندر دل من ہزار خورشید بتافت — آخر بہ کمال ذرہ راہ نیافت

منہ

از قعر گل سیاہ تا اوج زحل — کردم ہمہ مشکلات گیتی را حل
بیرون جستم ز قید ہر مکر و حیل — ہر بند گشادہ شد مگر بند اجل

شیخ کا ابھی زمانہ عروج ابتدائی تھا شہرت عام نے انہین ابھی قبولیت کا خلعت نہین دیا کہ ایک روز ابوسعید ابوالخیر کی محفل مین آئے وہ فاضل علامۂ زمان خداوند کے رحم و کرم اور عفو معصیت اور اطاعت بندگان خدا کا تذکرہ کر رہا تھا۔ شیخ نے بیٹھے بیٹھے فی البدیہ انہین معنون مین ایک رباعی پڑھی

جس کا جواب فی البدیہ ابوسعید نے بہی دیا۔ دونون رباعیان درج ذیل ہین۔

رباعی شیخ الرئیس

مائیم بعفو تو تولا کردہ　　　وز طاعت و معصیت تبرا کردہ
آنجا کہ عنایت تو باشد باور　　　ناکردہ چو کردہ کردہ چون ناکردہ

ابوسعید ابوالخیر

اے نیک نکردہ و بدیہا کردہ　　　وانگہ بخلاص خود تمنا کردہ
بر عفو مکن تکیہ کہ ہرگز نبود　　　ناکردہ چو کردہ کردہ چون ناکردہ

فہرست کتب شیخ الرئیس

تصنیفات بخارا

کتاب مجموع مسکو حکمت جسکو عروضیہ بہی کہتے ہین۔ کیونکہ اس کتاب کی تصنیف کی درخواست ابوالحسن عروضی نے کی تہی اور جبکہ اکیس برس کی عمر شیخ کی تہی اوسوقت مین یہ کتاب شیخ نے تصنیف فرمائی۔

کتاب حاصل و محصول کہ شیخ ابوبکر برقی کے لیے تصنیف فرمائی اکیس جلدون مین یہ کتاب ہے۔

کتاب البر والاثم دو جلدون مین۔ یہ شیخ ابوبکر برقی کے نام سے علم اخلاق مین تصنیف فرمائی۔

کتاب لغات السدد امیر نوح کے نام سے اصطلاحات طبیہ مین پانچ جلدین ہین۔

تصنیفات خوارزم

رسالہ مبسوطی۔ موسیقی مین۔ ابوسہیل مسیحی کے نام سے علم درا یہ مین نہے ایک

رسالہ اور ابوسہیل کے نام تصنیف کیا۔
مقالہ قواے طبیہ مین ابوسعید یمانی کے نام سے۔
قصیدہ عربی منطق مین ابوالحسن سہیلی وزیر مامون خوارزم شاہ کے نام سے
علم کیمیا اور ہیئت اور صور فلکیہ ابوالحسن سہیلی کے نام سے۔

تصنیفات جرجان

کتاب الاوسط جرجانی منطق مین بنام ابومحمد شیرازی۔
کتاب مبدء و معاد و بحث نفس مین بنام شیخ ابومحمد بن ابراہیم فارسی۔
کتاب ارصاد کلیہ بنام شیخ ابومحمد۔
کتاب معاد بنام مجد الدولہ دیلمی۔
رسالہ خواص سکنجبین مین اس کتاب کو زبان لاطینی سے ترجمہ کیا۔
رسالہ انتخاب کتب ارسطو سے حیوانات کے خواص مین۔
کتاب شفا حکمت مین اٹھارہ جلدون مین۔ یہ کتاب بہت بڑی اوس کی تصنیفات سے ہے صاحب طبقات الاطبا لکھتا ہے کہ بیس مہینے مین اس کتاب کی تصنیف سے فراغ ہوا۔

تصنیفات ہمدان

کتاب ہدایہ حکمت مین۔ رسالہ ادویہ قلبیہ مین اشارات ایک جلد کتاب علاج قولنج مین۔
رسالہ ارشاد بنام شیخ محمود اپنے بھائی کے نام سے۔
رسالہ حی بن یقظان۔ لوگ کہتے ہین کہ حی بن یقظان اوس شہر کا حاکم تھا جہان شیخ قید کیا گیا تھا۔
کتاب قانون طب مین جسکی نسبت اختلاف ہے کہ آیا یہ کتاب جرجان مین تصنیف فرمائی یا رے مین۔ اور بعض کہتے ہین کہ ہمدان مین تصنیف فرمائی اور ہمدان ہی مین اسکو مرتب کیا۔ الغرض اس کو پانچ حصہ مین تقسیم کیا۔ جزاول امور کلیہ مین جو کئی فنون مین

بیان کیے گئے۔ کتاب دوم ادویہ مفردہ مین۔ کتاب سوم امراض جزئیہ مین جو امراض کہ واقع ہون اعضاے انسان مین سر سے پیر تک یہ دو فنون مین تقسیم کیا گیا ہے
حصہ چہارم یعنے کتاب چہارم امراض جزئیہ مین جو اعضاے غیر مخصوصہ مین واقع ہون اور یہ پانچ فنون مین تقسیم کیا گیا ہے۔

حصہ پنجم یعنے کتاب پنجم ادویہ مرکبہ مین جو کہ چند مقالون اور دو جملون پر منقسم ہے۔ اسی کتاب مین سل اور قرحہ کا علاج جو صدر مین پڑجاے لکھا کہ مین نے بارہا تجربہ کیا ہے اور اکثر مریضون پر آزمایا ہے اور نافع پایا ہے کہ اصحاب سل کو گلقند سکری کے استعمال کی مداومت کرنا چاہیے اور ہر روز جس قدر چاہے کہائے اگرچہ وہ مقدار طعام کے مقابل ہوجاے۔ اور صاحب ضیق النفس کو چاہیے کہ شربت زوفا کا استعمال کرے اور اگر وقت ہو تو قرص کافور کا استعمال کریں اگر اس طریقہ سے مریض علاج کرے تو حکمی فائدہ ہوگا۔ اور ہرگز معالجہ مین خلل نہو گی وہ لکھتا ہے کہ ایک عورت مرض سل مین مبتلا تہی اور اوس کا مرض ایسا مزمن ہوگیا تہا کہ بچنے کی اُمید نہ تہی آخر الامر اوسکے بہائی نے گلقند کا استعمال کرنا شروع کیا اور اس قدر گلقند کہلایا جسکی مقدار وزن سے باہر ہوگئی آخر الامر اس مداومت اور کثرت گلقند نے اوسکو بالکل اچہا کردیا۔

تصنیفات اصفہان

کتاب انصاف بیس جلدون مین۔ اس کتاب مین کتب ارسطو کی شرح کی ہے اور فلسفہ مشرق اور مغرب مین محاکمہ کیا ہے۔ صاحب طبقات الاطبا لکہتے ہین (و التصنیف فیہ بین المشرق و المغرب) اور یہ کتاب سلطان محمود کے بیٹے سلطان مسعود کے حملون سے جو کہ اصفہان پہ ہوئے مال غنیمت کے ساتہہ لوٹ مین گئی اور پہر شیخ نے اوس کی ترتیب کی طرف توجہ نہ کی۔

کتاب لغت العرب پانچ جلدون مین۔ اسکے مسودہ کو صاف نہین کیا۔ اور ابو سہیل کی جنگ و جدل سے یہ بہی مال غنیمت کے ساتہہ تباہ اور برباد ہوگئی۔

کتاب حکمت علائیہ موسوم بہ دانش نامہ پارسی بنام علاء الدولہ۔

کتاب نجات دو جلدون مین۔ کتاب علم قرأت اور مخارج حروف مین۔ رسالہ الطیر کتاب حدود والطب۔ مقالہ قوا سے طبیعیہ مین۔ کتاب عیون الحکمت دس جلدون مین۔ مقالہ بالکوس ذو الخطب و التوحید۔ مقالہ الہیات مین۔ کتاب موجز کبیر و موجز صغیر منطق مین۔ مقالہ تحصیل سعادت اور جسکو حج عربیہ بھی کہتے ہین مقالہ قضا و قدر مین یہ اوسوقت تصنیف کیا جبکہ اصفہان سے ہمدان مین آتے تھے راہ مین اس کو تصنیف فرمایا۔

غرض اسیطور آرتالیس رسالہ اور اصفہان مین تصنیف فرمائے جو کہ مختلف علوم مین تھی اور ایک اپنی تصنیفات اور تالیفات کے تذکرہ مین ہے کہ آیا کون کتاب کہان اور کس کے نام سے تصنیف ہوئی اور کس قدر کتابین کہان تصنیف فرمائین۔

غرضکہ اس حکیم نے اپنی بیش بہا تصنیفات اپنے مرنے کے بعد اپنی یادگار چھوڑین۔ اسکی اولاد کے متعلق مورخین نے کچھہ ذکر نہین کیا۔ سینا بکسر سین مہملہ پانچوین پشت مین ہے اور سلطنت سامانیہ کی ابتدائی سلطنت مین تہا دسینا بخارا مین۔ سلطنت سامانیہ کا ایک معتمد اور با اقتدار عہدہ دار تہا۔ واللہ اعلم

از تصنیف منیف شاعر نازک خیال سخن سنج بیمثال جناب خواجہ نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

ہست این نسخہ جام جم گوئی — کہ خبر میدہد ز راز نہان
آفرین بر مؤلفش بادا — کہ رسیدہ بکالبدہا جان
دمش منتقم است باد مسیح — آب خضر از مداد اوست روان
سعی ہا کرد و جہدہا فرمود — کہ در از بحر ور زر گرفت از کان
کم کسے بود در جہان آگاہ — از کمالات و فضل نامور ان
شرح این حال اگرچہ مشکل بود — ذہن وقاد او نمود آسان
شد ز ہر آیت راسے او روشن — بے کم و کاست حال این و آن
کرد طبعش چو جمع حال سلف — گشت مطبوع طبع اہل جہان
سال تاریخش آمد این مصرع — زندہ شد نام رفتگان زمان

۱۳۱۰ھ

یادگار سلف!

یہ کتاب ایک رقم ہوتی اگر پوری جلد مین شائع کیجاتی لیکن خادم نے
بہ نظر آسانی ناظرین اور مذاق طبیعت کے خیال سے چند نمبر پر تقسیم
کردی۔ اس مین حکما اور علما اور فقہاے اور شعراے اسلام کی سوانح عمریان
ہین۔ ملک ابھی سے کہان تک دلچسپی لے سکتا ہے یا کس قدر ضروری
ملک کے واسطے ہین اور خصوصاً اسلام کو اس کی کہان تک ضرورت ہے
ان سب امور کا فیصلہ ہم آپ ہی پر چھوڑتے ہین۔ ہمکو صرف اسی قدر کہنا کافی
ہے کہ یہ مفصلہ ذیل نمبر خادم سے یا منیجر دلگداز سے یا مہتمم اتحاد سے ملسکتے ہین

نمبر کتب مفصلہ ذیل

نمبر۱۔ سوانح عمری شیخ الرئیس   نمبر۲۔ ابراہیم حربی ابوالعا   نمبر۳۔ ابن مبارک ابراہیم
ابوعلی سینا۔ فیجلد ۱۲ر   ابن مسکویہ۔ فیجلد ۴ر   موصلی ابی لیلے فقیہ ابوعثمان
پچاس کے لیے فیجلد ۴ر   پچاس کے لیے فیجلد ۳ر   خالدی۔ فیجلد ۴ر
پچاس کے لیے فیجلد ۳ر

اسکی تعریف کہ کسقدر دلچسپ ہین نہایت فضول ہے منگاکر دیکھ لیجیے بذریعہ ویلیو تعمیل ہوسکتی ہے

المشتہر

سید برکات احمد لکھنوی۔ پھاٹک منشی دبیر الدولہ۔ ڈاک خانہ چوک

نہایت واضح اور صحیح

اور خوشخط قرآن مجید

یہ بیمثل قرآن مجید جس طرح صحت و فصاحت اور صحت مین بے نظیر ہے اوسی طرح خط او کاغذ کے اعتبار سے بھی اپنا مثل نہین رکھتا فلس کیپ کاغذ پر یہ چھپا ہے اور وہ بھی اعلی درجہ کا ہے اور باوجود اس عمدگی اور صفائی کے ہدیہ کچھ بھی نہین صرف ۵؍ ہین ملک کی نا قدری نے اسقدر قیمت گھٹانی پر ہمکو مجبور کیا ورنہ اسکی اصلی قیمت ؎ ہین۔ اب بہت کم نسخے رہ گئے ہین شائقین منگوائین ورنہ افسوس ہوگا۔

اسناد صحت

ان ہذا القران ما صحح مثلہ الی لان تلوتہ عدۃ مرات اراہ ما لقی فیہ من الزلات جزی اللہ طابعہ من ثمار الجنات یعنے یہ قرآن ایسا صحیح ہے کہ آج تک اسکا مثل نہین ہوا کئی مرتبہ مین نے دیکھا میرے نزدیک کوئی غلطی نہین ہے خدا اسکے طبع کرنے والے کو بشریعت رسول اللہ نعمات جنت دے — مہر افضل العلما و اکمل الاکملا جناب فیضمآب مولوی قاضی و مفتی محمد سعد اللہ و مولانا محمد سعد اللہ صاحب مفتی و قاضی ریاست رامپور۔ مہر ۱۲۷۸ ہجری

اجلہ علمائے عصر و کملائے دہر جناب فضیلت انتساب مولانا شاہ عبد الحق صاحب کانپوری۔

(ان ہذا القران صحیح۔ دستخط بیدہ)

جناب مولوی حافظ لطف اللہ صاحب سرآمد ارباب فضل و حکمت مولوی حکیم علی حسین لکھنوی ملازم مدرسہ رامپور۔ قراۃ فوجدۃ صحیحاً — ذلک الکتاب لاریب فیہ صحیح علمنا ذلک بعد قرأت۔ مہر محمد لطف اللہ

مولوی حافظ غلام نبی قاضی حال رامپور۔ صاحب از عمدہ علما و حفاظ مدرس مدرسہ رامپور۔ تلوتہ فوجدۃ صحیحاً

مہر علی حسین

مہر غلام نبی

مولوی محمد وجیہ صاحب رئیس العلمائے کلکتہ مدرس اعلی مدرسہ عالیہ مہر محمد وجیہ

الغرض یعنے لاریب فیہ یعنے لاشک فیہ مختلف مضامین مین دستخط کیے۔ تقریباً ۵ اسولہ دستخط و مہر علما و حفاظ کی ثبت ہین — آرا۔ بہار۔ باندہ۔ رامپور۔ کانپور کے علما اور حفاظ کی مہرین نمونہ کے لیے چند لکھدی ہین۔

المشتہر

سید برکات احمد لکھنوی۔ پھاٹک منشی دبیر الدولہ۔ ڈاک خانہ چوک لکھنؤ